إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

نمبر ۵ و ۶ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء و ۶ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

قصیدہ

از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد مختار شاہجہانپوری

ای چشمہ جود وکرم ـ بحر فیوضات اتم ✦ عالی ہمم والا حشم ـ محبوب رب الکرم
اے مصدر لطف وعطا ای معدن جود وسخا ✦ اے منبع مہر و وفا اے مخزن فیض اتم
اے حامی دین متین اے خادم شرع مبین ✦ اے عالم علم یقین اے عاشق شاہ امم
اے چارہ بیچارگان اے رہنما گمرہان ✦ اے مرہم آزار جان اے مظہر لطف وکرم
اے مظہر شان خدا محبوب خاصان خدا ✦ پابند فرمان خدا تسلیم بہ الطاف وکرم
ہے نازکر باعز وشان اے مہدی آخر زمان ✦ اے باعث آرام جان اے دافع رنج والم
اے مورد انعام حق اے باعث اکرام حق ✦ اے مہبط الہام حق اے ہندی حشم اے محترم
اے مہدی عالی ہمم اے ہادی والا حشم ✦ اے عیسیٔ فرخ شیم اے رہبر دارم
اے دشمن تو زیر زمین ہے لعنت تو برجا تمین ✦ اے درد تو درمان من اکنون مطلب ادم
تو ہی ہمارا پیشوا تو ہی ہمارا رہنما ✦ تو ہی ہمارا مقتدا اک جا کرم سر پر قدم
کو رنج وغم سہتے مرے مشق ستم بنتے مرے ✦ لیکن نہیں ہے ہے مرا ہم تجھ پر ہوا ہوجائیں گم
سہتے رہے ظلم نارو الیکن نہیں برداد کیا ✦ جب تیرے آگے کردیا ہم نے سر تسلیم خم
ہم سب ہے ای تیکو تسلی کل ابد کہتے ہیں تیری گفتگو تحفہ بلحاظ مسلم
جو عالمان با خدا سچتے ہیں علم باصفا ✦ دل تجھ پہ کرتے ہیں فدا سچی ہیں وہ ہو گرم تمام
باقی ہیں جو نا آشنا وہ تجھ کو کہتے ہیں برا ✦ تیرے غلام اے پیشوا کہتے ہیں تجھے صبح وشام
دیکھو تم اے اہل ریا دیکھو تم اے اہل جفا ✦ دیکھو تم اے اہل دغا دیکھو تم اے اہل ستم
وہ پہلوان با خدا وہ شہسوار باصفا ✦ تم سب کو بچھاڑتا آجاؤ سامنے کر ہم

دکھلا کے فرمان خدا یا قول شاہ انبیا
ثابت کردیں مسئلہ یا بانی جو رد ستم

مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط

ہم کو ظن غالب تھا ـ کہ مولوی عبد اللہ صاحب مدرس مالیر کوٹلہ ـ مطالبات مندرجہ خط سابقہ مولانا سید محمد احسن صاحب کا کوئی جواب باصواب دینگے ـ لیکن تب اُن کا خط مورخہ ۱۹ فروری بنام سید صاحب صادر ہوا ـ یہ امید ہماری مبدل بیاس ہوگئی ـ چنانچہ اُن کے خط کا بعینہ ہم انتخاب کرتے ہیں بعض جو سید صاحب نے اس کا جواب تحریر فرمایا ہے جس کا جواب بھی آج تک ندارد ہے ـ ذیل میں درج کریں گے ـ تاکہ ناظرین منصفین خود فیصلہ فرمالیویں ـ والانتخاب ہذا (۱) سید صاحب کے خط میں چند اشعار ایسے ہیں جو قابل توجہ نہیں ـ (۲) چند غلط متعلق املا کے ہیں ـ اور اکثر الفاظ بے محاورہ ہیں (۳) کمپ انبالہ کا قصہ بابت سکوت مولوی صاحب کے محض افترا اور بہتان ہے ـ بلکہ قضیہ برعکس ہے ـ (۴) تمام پنجاب اور ہندوستان کے علما کے ساتھ بحث مباحثہ اور ان کا سکوت مسئلہ توفی وغیرہ میں افترا اور بہتان ہے ـ (۵) سید صاحب سے آپ گفتگو کرنا مرنے کو مارنے شاہسوار کا مضمون ہے ـ (۶) اگر کہو ـ تو آپکی غلطیاں اخبار میں چھپوا دکھا دیں ـ (۷) چند الفاظ نامہذب سید صاحب کے خط میں موجود ہیں (۸) میرے مخاطب نواب محمد علیخان صاحب میر

تم کیوں کود پڑے بیل تو کودا کود پڑی گون ـ یہ تماشا دیکھے کون (۹) جب نواب صاحب منظور کر لیں گے اور شرائط بھی طے ہو جاوینگی ـ تب مجھے کسی مرزائی سے کوئی خوف نہیں ـ سید صاحب سے کیا خوف ہے ـ وہ تو حلوے بے دودھ ہیں ـ (۱۰) جب نواب صاحب انکار کردیں ـ تو پہلی تحریک موقوف از سر نو حسب ترتیب بحث ہوگی ـ نمبر اول مرزا صاحب اگر وہ آمادہ نہ ہوں تو پھر مولوی نور الدین صاحب ـ اگر وہ بھی قبول نہ کریں ـ تو پھر مولوی عبد الکریم صاحب علیٰ ہذا نمبر وار مولوی عبد القادر صاحب ـ پھر مولوی کمال الدین صاحب ـ پھر خواجہ کمال الدین صاحب گرد سوار ـ پھر کوئی اور مرزائی گرد سوار جس کو مرزائی پسند کریں ـ (۱۱) لیکن سید صاحب کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے ـ جب کوئی شرائط قبول نہ کرے ـ (۱۲) براہ مستقیم سید صاحب کی ضرورت نہیں ہے ـ جو کچھ تحریر ہو معرفت نواب صاحب کے ہو ـ اور میعاد لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ـ (۱۳) صرف اس خط کا جواب لیکر نواب صاحب کی معرفت سلسلہ جنبانی فرماویں ـ (۱۴) قادیان میں جو آپ گفتگو کرتے رہے ـ چونکہ ایک مرتبہ آپ انبالہ میں ذلیل ہو چکے تھے ـ لہذا دوبارہ آپ سے گفتگو نہ کی فقط ـ

یہ ہے ـ انتخاب فخر الشعرا صاحب کے عنایت نامہ کا مع منفرد اسقاط اُن فقرات اور الفاظ کے جن سے آنحضرت کی تہذیب اور انشا پردازی اس قدر درجہ عالی تک پہونچی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ کرہ ارض سے بلند ہو کر کرۂ ناری تک پہنچ گئی ہے ـ سید صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے ـ وہ بھی بجنسہ نقل کیا جاتا ہے ـ اور الحکم کے فیصلہ کی کچھ ضرورت نہیں ـ بلکہ ناظرین خود ایک حکم ادن کے پاس موجود ہے ـ بنام مولوی صاحب بعد سلام مسنون آنکہ عاجز کو ان نمبر چہار دہ گانہ میں

سے کسی قسم کی شکایت نہیں۔ کیونکہ پھر مطلب سے دور جا پڑونگا۔ اور جو اصلی غرض فخر الشعرا صاحب کی اس بلند پروازی سے ہے۔ کہ اصلی بحث توفی نہ آنے پاوے۔ وہ اون کو حاصل ہو جاوے گی۔ لہذا چند سطروں میں مطلب کو ختم کرتا ہوں۔ جناب سے اون دلائل کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جن سے بمقام کمپ انبالہ مسئلہ توفی وغیرہ میں ساکت کیا۔ ذلیل کیا اور تمام کمپ انبالہ میں اس سکوت اور ذلت کی شہرت ہو گئی۔ اون دلائل مسئلہ کے مطالبہ کی سخت ضرورت اس وجہ سے ہے۔ کہ اول تو یہہ عاجز ان براہین ساطعہ کو جیسا اول سے اور نیز نقصان حافظہ کے بھول گیا ہے۔ علاوہ اس کے پر یہہ ہوا۔ کہ فخر الشعرا صاحب نے باوجود اصرار و تقاضے عاجز کے قادیان میں حسب اقرار خود ان دلائل مفحمہ کو یاد نہ دلایا۔ پھر علاوہ پر علاوہ یہہ ہوا۔ کہ باوجود اس ارشاد کے کہ اگر آپ مد مقابل ٹھہرے۔ تو زہے قسمت کیونکہ آپ ایک حلوائے بے دود ہیں۔ معہذا پھر اس حلوے بے دود کی یہ عزت افزائی فرمائی۔ کہ مولوی صاحب (یعنے عاجز) آپ کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے۔ جب کوئی مرزائی شر اللہ کو قبول نکرے آپ خود جناب ہی انصاف فرماویں۔ کہ حلوائے بے دود بھی کوئی ایسی شے ہوا کرتی ہے۔ کہ دس بیس ہزار مرزائیوں کی مواکلت کے بعد اس کا تناول کیا جاوے ؎

ہر چیز تقاضا ... تا بہ کجا

اب فرمائیے۔ کہ یہ عاجز فخر الشعرا کی فتح و نصرت کے بھول جانے پر معذور ہے۔ یا نہیں۔ معاف فرمایا جاؤں۔ بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ کہ ؎

خوشتر بود بہانہ بسیار

... تو آید مردان چنین کنند

کہاں تک اسباب نسیان کے فتح و نصرت فخر الشعرا کی نسبت عرض کروں۔ اسی عنایت نامہ میں کچھ فقرے ایسے تحریر فرمائے ہیں کہ عاجز ان براہین قاطعہ سے بالکل نسیاً منسیاً ہو گیا ہے۔ اول فقرہ رشائت من مولوی محمد حسن مشتاق توفی در حیات السلام علیکم ہے۔ یہ لفظ توفی کا مقابل میں لفظ حیات کے جو مولوی صاحب کے قلم فیض رقم سے نکلا ہے۔ اوس غلبہ و فتح کو جو اُن کو کمپ انبالہ میں عاجز پر حاصل ہوا۔ شاید آپ کو یاد دلاتا ہو۔ لیکن عاجز کو تو یہی فقرہ غلبہ و فتح کو بھلا رہا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کی تحریر میں دونوں شانیں موجود ہیں ؎

مثنوی من چو قرآن مدل
بعض را ہادی و بعضی را مضل

اب اس مشتاق توفی کی یہ دعا ہے۔ ربنا فاغفرلنا ذنوبنا

وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار س ۴ پ ۴

آمین دوسرا فقرہ یہ ہے۔ کہ رجوع کو تمام ہمدردیں میں دھوم مچ گئی کہ توفی کا ثبوت دیتے دیتے مولوی محمد حسن خود ہی متوفی بن گئے۔ بھلا یہ شیرانہ حملے آپ کے اوس غلبہ و فتح کو جو کمپ انبالہ میں آپ کو حاصل ہوئے۔ اس عاجز کو کیونکر نسیاً منسیاً نہ کر دیتے۔ کہ یہہ عاجز تو متوفی ہی ہو گیا۔ اور مصداق اس مقولہ کا ہوا۔ کہ یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا ہ س ۲ پ ۱۶۔ غور فرمانے کی جگہ ہے۔ کہ تمام کمپ انبالہ میں بقول آپ کے اس لفظ متوفی کی دھوم مچ گئی اور آپ کو اب تک خبر نہیں۔ کہ حقیقت توفی اور متوفی کی کیا شے ہے۔ اہل بصیرت منصف کے لئے تو یہی دھوم مچ جانا ارض انبالہ میں آیات صدق و کذب کے لئے کافی و وافی ہے مگر ؎

نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

قال اللّٰہ تعالےٰ وفی الارض آیات للموقنین۔ وفی انفسکم افلا تبصرون پ ۲۶ حضرت خوب یاد رکھیں کہ جس قدر امر حق پر آپ حملے کریں گے۔ وہ سب آپ ہی پر وارد ہوں گے یاد کرو قصہ اوس شیر کو جس نے خود اپنے اوپر حملہ کر کر اپنے آپ کو ہلاک کیا ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

فرمائیے مولوی صاحب اب بھی فتح و نصرت کمپ انبالہ کا قصہ آپ کو صحیح صحیح یاد آیا یا نہیں۔ مرا یاد و ترا فراموش۔ اب یہہ مشتاق توفی کا پھر یہی دعا کرتا ہے۔ ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین والسلام س ۹ پ ۹۔ اب ملتجیانہ یہ عرض ہے کہ اگر آپ صادق ہیں۔ تو وہ براہین قاطعہ جو توفی کے بارے میں بمقام کمپ انبالہ پیش کیں تھیں۔ مضمون بالتفصیل تحریر کر کے روانہ فرماویں ورنہ یہہ آپ کا دعوے فتح و غلبہ کا بالکل جھوٹا اور افترا ثابت ہو جاوے گا۔ کیونکہ امور ذیل سے بڑھ کر اس کی تکذیب کے لئے اور کیا ثبوت ہوگا۔ (۱) نہ آپ وہ دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کی بالفعل پیش کریں۔ (۲) نہ بوقت قیام قادیان باوجود تقاضے اور اصرار کے اُن دلائل کا اعادہ فرماویں۔ (۳) نہ عاجز کے مطالبہ مندرجہ عریضہ مورخہ ۴ فروری سنہ حال کے جواب میں توفی کی بحث میں ایک حرف تک لکھیں۔ (۴) اور نہ اس عریضہ کے جواب میں باوجود تاکید حضرت مخدوم نواب صاحب بہادر کے کوئی دلیل پیش کریں۔ تو اب منصفین ہی فیصلہ کریں گے کہ مولوی صاحب اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب۔ اور عاجز کی طرف سے یہ بھی اجازت ہے کہ سوائے دلائل قاطعہ کمپ انبالہ

کے بنا بر ازدیاد ذلت عاجز کے اون دلائل میں جس قدر چاہیں زیادت فرماویں۔ کمی نکریں۔ دینی کا اختیار رہے۔ تاکہ الہام آسمان و زمین کے ٹل جانے کا بھی بخوبی صادق ہو جاوے۔ زیادہ کیا عرض کروں والسلام خیر ختام۔ مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۹۸ء محمد حسن

سید صاحب کے اس خط کا جواب ۱۳ مارچ ۱۸۹۸ء تک کچھ بھی موصول نہ ہوا۔ اور صدائے بر نخاست کا مضمون صادق آیا۔ ہمنے سمجھ لیا تھا۔ کہ کسی کی نصیحت داروئے تلخ کا کام کر گئی ہو گی۔ مگر ۱۵ مارچ کو اتفاقاً ان کا ۹ مارچ ۱۸۹۸ء کا لکھا ہوا خط ملا جس سے معلوم ہوا۔ کہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادتوں کا علاج کچھ نہیں۔ جسمیں وہی بازاری گفتگو اور بھٹیاریوں کا سا لب و لہجہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارے مخدوم سید محمد احسن صاحب ایسی خرافات کا جواب تک دینا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم مولوی صاحب کے اس خط کی طرف متوجہ ہوتے۔ جو اون کی اندرونی حالت کا چربہ ہے۔ کیونکہ بمصداق مثل مشہورہ کل اناء یترشح بما فیہ وہ خط بالکل اُن کی باطنی اور قلبی حالت کا ایک فوٹو ہے۔ گو ہم خود بھی نہ چاہتے تھے کہ ایسے خطوط کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوں۔ جو ایک عقلمند کی نظر سے اگر دیکھے جاویں۔ تو بہت ہی کچھ قابل اعتراض ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ میاں عبد اللہ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں۔ کہ بس اُن کی تحریروں کا کوئی جواب ہی نہیں دے سکتا۔ اور بغلیں بجاتے ہوئے اچھلکر اچھلکر میدان مارنے والے سورمے بن بیٹھیں اس لئے ضروری ہوا۔ کہ ریمارکس کے ڈھیر اور منتظر سے اُن کی کسی قدر خدمت کی جاوے۔ اس لئے ہفتہ آئندہ میں اُن کے خط پر ریمارک کئے جاویں گے۔ اور آئندہ کے لئے یہ سلسلہ بند کیا جاوے گا۔ اور پھر ایسی تحریروں پر مطلق التفات نہ کی جاوے گی۔

ہمارے ناظرین اس خط کو جو ہمارے مخدوم سید مولانا مولوی محمد احسن صاحب نے میاں عبد اللہ کے نام مشتمل بر مطالبات خود لکھا ہے۔ اور جو اوپر درج ہے۔ پڑھ کر اندازہ کریں گے۔ کہ کس قدر رفق اور ملائمت سے بہ طریق موعظہ حسنہ لکھا گیا ہے۔ لیکن جو جواب دیا گیا ہے۔ وہ ایک عالم کی شان نہیں۔ بہرحال ہم اگلے نمبر میں میاں عبد اللہ کا سورما پن کھول کر دکھا دیں گے۔ اور اس پر بھی تسلی نہ ہوگی۔ تو اور آگے کر دیں گے۔

تفسیر سورۂ تبت اور تحفۂ کی آمین دوسرا ایڈیشن مینیجر الحکم سے طلب کریں۔

(ایڈیٹر)

ایک مسلمان اور ایک عیسائی میں دوستانہ اور محققانہ گفتگو

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی کیفیت جو ذیل میں درج ہے۔ آپ براہ مہربانی اپنے قیمتی اخبار کے ذریعہ سے ناظرین کریں۔ میں خود اس گفتگو میں فریقین کے دلائل کو سنتا اور دیکھتا تھا۔ چونکہ مجھے فریقین کی دوستانہ گفتگو سے جو ہمارے درمیان ہوتی ہے بلاشبہ یعنی یہ کہ بات فورگٹ ہو جاتی ہے اور فریقین میں امر متنازعہ پر میل اتفاق ہو جاتا ہے اگر دنیا کے مناظرین اور مباحثین بجز مناظروں اور مباحثوں میں یہی دوستانہ طریق مرعی رکھیں تو میرے خیال میں ہزارہا امور متنازعہ فیہا جھٹ پٹ طے ہو جائیں۔ گفتگو کے درج کرنے سے پہلے میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اس گفتگو کے محرک سے آگاہ کروں۔ بخاری شریف میں ایک حدیث نحن الآخرون السابقون الحدیث ہے۔ اور جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ گو ہم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہوئے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے پہلے جنت میں ہم ہی جاویں گے۔ ان کو توریت اور انجیل کتابیں پہلے دی گئیں ہم کو قرآن کریم پیچھے ملا۔ یہی جمعہ کا دن ہے۔ جو درحقیقت خداوند تعالیٰ نے سب دنوں سے منتخب کیا ہوا ہے اور اس دن کی عبادت کے لئے انبیاء کو حکم دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے جمعہ کو چھوڑ کر اپنے دن کو پسند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ہم کو اس دن کا نشان اور پتہ دیدیا۔ غرض یہ ہے کہ اس حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنی اپنی مرضی سے ہفتہ اور اتوار کو منتخب کر لیا ہوا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے کوئی صریح حکم ان دنوں کی مخصوص العبادت کرنے کے لئے نہیں دیا۔ مگر جب کبھی کسی عیسائی سے دریافت کیا گیا تو یہی سنا۔ کہ اپنی مرضی سے نہیں۔ بلکہ خدا کے حکم سے یہ دن مقرر کئے گئے تھے۔ جب ان سے دریافت ہوا۔ کہ حکم نکال کر دکھاؤ۔ تو ہمیشہ ٹال مٹول ہی کرتے رہے۔ بائیبل کو خوب غور سے پڑھا کہیں سے بھی صریح حکم تو رہا درکنار کوئی اشارۃً یا کنایۃً یا دلالۃً بھی نہ نکلا۔ بالآخر ایک فرنگی پادری صاحب سے جو اس ملک میں غالباً ۴۰ سال سے زیادہ بائیبل کی تعلیم کر رہے ہیں۔ اور اپنی منصب کے موافق سیلکڑوں پادری صاحبان سے اخلاق کے رو سے اشرف ذی شان ہیں۔ یہ بات مجھ پر تو نہ کھلی آپ سے ہم کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کچھ وقت مقرر فرما دیں۔ انہوں نے مہربانی سے ایک دن اور وقت مقرر فرمایا۔ غرضیکہ بوقت مقررہ پر مولوی صاحب جن کی کنیت ابوالمسیح ہے۔ اون مسیحی صاحب کی کوٹھی پر گئے اور مجھے بطور ناظر اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں پہونچکر دیکھا کہ اون بزرگ کے پاس ایک اور دیسی پادری صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ غرضیکہ دو مسیحی صاحبان تھے۔ اور دو ہی محمدی صاحبان تھے۔ مسیحی صاحبان میں سے اصل مخاطب صرف فرنگی صاحب ہی تھے البتہ دیسی صاحب بھی ان کو وقتاً فوقتاً مدد دیتے تھے۔ اور میں صرف اس گفتگو کا سامع اور راوی ہوں قبیل اس کے کہ محمدی صاحب نے اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا۔ پادری صاحب نے خود بخود اس سطح پر سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔

مسیحی۔ کل ایک مولوی صاحب کو عرصہ تک کلمتہ کے معنی سمجھاتا رہا۔ مگر وہ نہ ہی سمجھ سکا۔

ابوالمسیح۔ آپ نے قرآنی لفظوں کے سمجھانے کی تکلیف کیوں کی؟ پھر خواہ مخواہ کسی مولوی کو۔ اگر وہ مولوی تھا تو اوس کو آپ سے سمجھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر اس کو ضرورت تھی۔ تو وہ مولوی نہیں تھا۔

مسیحی۔ خیر آپ ہی سمجھ لیویں۔

ابوالمسیح۔ مجھے ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں اس کے معنی خود جانتا ہوں۔

مسیحی۔ خیر بھلا کلمہ کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ جو لفظ بامعنے انسان زبان سے نکالے یعنے اپنا مطلب ظاہر کرے۔ وہ کلمہ یا کلام ہے۔ پس کلمہ اور کلام ایک ہی چیز ہے۔ اور انجیل میں لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ گویا قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کہ مسیح خدا کا کلام یعنے خود خدا ہے۔

ابوالمسیح۔ ہاں گرامر یعنے علم صرف میں کلمہ کی یہی تعریف ہے۔ کہ لفظ بامعنے کو کلمہ کہتے ہیں۔ اور پھر اوسمیں اس کی قسمیں عربی میں تین قسمیں اسم و فعل و حرف ہیں۔ اور انگریزی میں نو قسمیں ناؤن۔ پرو ناؤن وغیرہ۔ پس مسیح علیہ السلام چونکہ کلمہ ہیں جس کی تعریف آپ نے بیان کی ہے۔ اور پھر کلمہ کی تین یا نو قسمیں ہیں۔ اب آپ مہربانی کر کے بتا دیں۔ کہ مسیح علیہ السلام اسم ہے۔ یا فعل ہے۔ یا حرف۔ یا آپ کی بولی کے مطابق وہ ناؤن ہیں۔ یا پرو ناؤن یا ورب ہیں۔ یا آرٹیکل۔

مسیحی۔ واہ صاحب! واہ! آپ نے تو خوب کلمہ کے معنے بیان کئے ہیں۔

ابوالمسیح۔ آپ کی تعریف کے مطابق۔

مسیحی۔ اچھا پھر آپ ہی فرماویں۔ کہ کلمتہ جو قرآن میں مسیح کی تعریف میں بیان ہوا ہے۔ اس کے کیا معنے ہیں؟

ابوالمسیح۔ پہلے یہ فیصلہ کر لیویں۔ کہ آیا میں نے جو آپ کو پہلے کہا تھا۔ کہ آپ قرآن شریف سمجھانے کی تکلیف نہ اوٹھاویں اور نہ کچھ ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ یا غلط۔

مسیحی۔ درست ہے۔ مگر آپ معنے سمجھا دیویں۔

ابوالمسیح۔ آج میں آپ سے چند امور متعلق بائیبل پوچھنے آیا ہوں اگرچہ میں نے انگریزی اور اردو میں بائیبل کو پڑھا ہے۔ اور میں اوسکو خوب سمجھتا ہوں۔ مگر پھر بھی انصاف اجازت نہیں دیتا کہ میں خود بخود تو بان نہ بان میں تیرا میہمان کا مصداق بنکر آپ سے آپ بائیبل کا مطلب پڑھا بیان کروں۔ اور بائیبل کے معتقدوں سے دریافت نہ کروں اسی طرح آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی مرضی سے قرآن مجید کے معنے خود بخود نہ گھڑ لیا کریں بلکہ اس کے حامیوں اور معتقدوں سے پوچھ لیا کریں۔ اگر وہ آپ کا سا مطلب بیان کریں۔ تو پھر آپ اگر کچھ اعتراض کرنا چاہیں تو بیشک کریں۔

مسیحی۔ واقعی درست ہے۔ آپ اس کے معنے فرما دیں۔

ابوالمسیح۔ بہت اچھا سنئے۔ کلمہ کی جمع آپ جانتے ہیں کیا ہے۔

مسیحی۔ آپ فرما دیں۔

ابوالمسیح۔ اسکی جمع ہے۔ کلمات۔ آپ نے کبھی یہ آیت سنی ہے۔ ما نفدت کلمات اللہ پ ۲۱۔

مسیحی۔ نہیں۔ آپ اسکے معنے بھی بتا دیں۔

ابوالمسیح۔ اس کے معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات (کلمہ کی جمع) کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی کوئی گنتی نہیں ہے۔ ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ وہ اوس کا کلمہ ہے جیسے یہ درخت یہ میز یہ کرسی یہ زمین یہ آسمان وغیرہ وغیرہ۔ اب کلمتہ کے معنے یہ ہوئے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو نصاریٰ خدا کا بیٹا یا خود خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ وہ تو ہماری دیگر مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے۔ یعنے مخلوق ہونے کے لحاظ سے جیسا درخت وغیرہ ہے۔ ویسا ہی مسیح علیہ السلام ہے۔ خالق ان دونوں کا صرف ذات باری ہے۔ اور بس۔ پس قرآن کریم مسیح علیہ السلام کو نہ خدا کہتا ہے۔ اور نہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ صرف دیگر

مخلوقات کی طرح ایک مخلوق اور اس کی تفسیر و تشریح قرآن کریم میں سینکڑوں جگہ ہے۔ آپ اگر چاہیں تو دکھا دیں سناویں۔

مسیحی - خوب آپ نے بھی نصیب دکھا دیا۔ کلمۃ کے معنے نور کر دیئے۔

ابوالمسیح - یہ معنے کوئی اپنی طرف سے نہیں کئے۔ خود قرآن کریم نے کر دئیے ہیں۔

مسیحی - مگر قرآن نے اردو ترجمہ میں کلمہ کے معنی حکم لکھا ہے۔

ابوالمسیح - ایک ہی بات ہے۔ خدا وند تعالے نے مسیح کو کلمہ یعنی کن کے حکم سے پیدا کیا ہے۔ جیسے جس چیز کو کہا کہ تو ہو جا۔ بس وہ ویسی ہو گئی۔ مسیح بھی خدا کا کلمہ یعنے کن کے کہنے سے پیدا ہو گئے۔ خدا وند تعالے نے جس کو کہا اے مسیح تو پیدا ہو جا۔ بس وہ ویسی ہو گیا۔ مگر آپ ترجمہ نہ پڑھا کریں۔

مسیحی - واہ جی واہ۔ ہم ترجمہ کیوں نہ پڑھا کریں۔ اگر ترجمہ نہ پڑھیں تو مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح - ترجمہ آدھی تحریف ہوتا ہے۔ مسلمان ترجموں کے سخت دشمن ہیں۔ مطلب سمجھنے کے لئے ترجمہ کافی نہیں ہوتا۔

مسیحی واہ جی واہ! تحریف کیسی ہوتی ہے۔

ابوالمسیح - جو کچھ مفہوم ایک زبان کے لفظ میں ہوتا ہے۔ وہ دوسری زبان کے لفظ میں ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ بلکہ بعض وقت محال ہو جاتا ہے۔

مسیحی - یہ سب درست مگر ہم مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح - اصل زبان میں مہارت پیدا کرو۔

مسیحی - پھر بھی تو ترجمہ کرنا پڑے گا۔

ابوالمسیح - نہیں تفسیر و تشریح کرنی پڑے گی۔ سو کھے ترجمہ سے کام نہیں نکل سکتا۔

مسیحی جو اصل زبان نہ پڑھ سکیں۔

ابوالمسیح - وہ چپکے بیٹھے رہیں۔ اگر نہیں بیٹھ سکتے۔ تو جو اصل زبان سے ماہر اور اس اصل کتاب کے حامی ہیں اُن سے دریافت کیا جاوے۔

مسیحی درست ہے جب تک اصل زبان نہ پڑھی جاوے مزہ نہیں آتا۔

ابوالمسیح - آپ لوگوں کے پاس اصل بائبل ہے۔ یا اُس کے ترجمے۔

مسیحی اصل بھی موجود ہے۔ اور ترجمے بھی موجود ہیں۔

ابوالمسیح - سب عیسائیوں کے پاس اصل انجیل موجود ہے۔ اور سب عیسائی اوس کو سمجھتے۔ اور اوس کی تلاوت کرتے ہیں۔؟

مسیحی نہیں۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے! اور نہ ضرورت ہے صرف جو علماء ہیں وہی اصل زبان سے واقف ہیں۔

ابوالمسیح کیا میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ بجز معدودے چند عیسائیوں کے کسی کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی یہ کیسے۔

ابوالمسیح اس لئے کہ آپ لوگوں کے پاس صرف ترجمے ہیں۔ اور ابھی ثابت اور مسلم ہو چکا ہے۔ کہ ترجمے تحریف تو نہیں معنوی تحریف ہوتی ہیں۔

مسیحی ہم تو اصل اور ترجمہ دونوں سب کو خدا کا کلام کہتے ہیں اگر ترجمہ ہے۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ اور اگر اصل ہے۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ یعنے خدا کی مرضی۔ نہ کہ خدا اپنی زبان سے کچھ بولتا ہے۔ الفاظ۔

ابوالمسیح اصل و ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہو جاتا ہے ابھی ہم اوپر تسلیم کر چکے ہیں آپ مانتے ہیں۔ یا نہیں۔

مسیحی بے شک وہ ٹھیک ہے۔ میں بھی مانتا ہوں

ابوالمسیح دونوں میں جب فرق ہوتا ہے۔ تو پھر آپ دونوں کو کیوں ایک منصب دیتے ہیں۔ اگر دونوں کا ایک ہی منصب ہے۔ تو پھر ہمارا مسلم شدہ تو عدم نقصول ہے۔

مسیحی - ہاں اتنا تو درست ہے۔ کہ اصل کے برابر ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

ابوالمسیح - آپ نے فرمایا کہ دونوں خدا کا کلام ہیں۔ لیجئے دو نو امر جو آپس میں برابر نہیں ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ خدا کا کلام ہیں۔ اور اگر وہ دونوں ہی خدا کا کلام ہیں۔ تو دونوں میں مساوات ضروری ہے خلاصہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں۔ دونو نابرابر آپس میں برابر ہیں۔

مسیحی - نہیں نہیں۔ ہماری یہ مراد نہیں ہے ہمارا مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ دونو اصل و ترجمہ سے خدا کی مرضی پوری پوری ظاہر ہو جاتی ہے۔ پس اس لحاظ سے دونوں خدا کا کلام ہیں۔

ابوالمسیح پھر بھی وہی بات رہی۔ جب پوری پوری مرضی اصل سے بھی معلوم ہو چکی اور ترجمے سے بھی تو اسکے یہی معنے ہوئے۔ کہ دونو خدا کے کلام ہیں اور دونو آپس میں مساوی ہیں۔ حالانکہ ابھی آپ مان چکے ہیں۔ کہ اصل و ترجمہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

مسیحی - سچ ہے۔ خیر بات یہ ہے کہ اصل اصل ہے اور ترجمہ اصل نہیں ہے۔ آپ ترجمہ کا ذکر جانے دیں۔ اصل ہمارے پاس موجود ہے۔

ابوالمسیح جس قدر عیسائی روئے زمین پر موجود ہیں مثلاً امریکہ میں یورپ میں انڈیا میں کیا یہ سب یونانی اور عبرانی سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہیں۔

مسیحی پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ صرف علماء

ابوالمسیح - علماء سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا صرف دینی علماء یا فلاسفران۔

مسیحی - صرف علماء دین۔

ابوالمسیح - علماء دین عیسوی جو اصل زبان یونانی اور عبرانی جانتے ہیں۔ اون کی تعداد بمقابلہ دیگر عوام عیسائیوں کے کس قدر ہے۔

مسیحی بہت تھوڑی ہے۔

ابوالمسیح - جو یونانی یا عبرانی نہیں سمجھتے۔ وہ بائبل کو نہیں پڑھتے

مسیحی ضرور پڑھتے ہیں۔ مگر یونانی عبرانی کی ضرورت ہی کیا ہے۔

ابوالمسیح ضرورت تو ابھی اوپر ثابت ہو چکی ہے کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی کے برابر ہوتا ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ وہ سب پڑھتے اور عمل کرتے اور اپنا مطلب برآری کر لیتے ہیں۔

مسیحی ہاں بے شک۔

ابوالمسیح - بھلا اب تو میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ باستثنا معدودے چند کل دنیا کے عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی سب کے پاس خدا کا کلام ہے۔ جی کچھ پرواہ نہیں خواہ وہ اصل زبان میں ہو۔ خواہ غیر زبان میں کیونکہ دونوں سے خدا کی مرضی ظاہر ہوتی ہے۔ اور خدا کے کلام کا مقصود بھی یہی ہے۔ وبس۔

ابوالمسیح کیا ابھی ہم اور آپ نہیں مان چکے کہ اصل اور ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہوتا ہے۔

مسیحی - ہاں مان چکا ہوں۔ مگر مرضی خدا دونو طرح سے معلوم ہو جاتی ہے۔

ابوالمسیح میں اس بات کو اور زیادہ صاف کرنا چاہتا ہوں میرے خیال میں دونو طرح سے مرضی پورے پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتی

مسیحی - فرمائیے۔

ابوالمسیح - ابھی آپ نے ایک آیت پڑھی تھی ابتدا میں

کلام [illegible] اور کلام خدا کی [illegible] اور کلام خدا تھا

مسیحی۔ [illegible]

ابو المسیح۔ [illegible] یونانی [illegible]

مسیحی۔ [illegible]

ابو المسیح۔ اس آیت میں کلام کس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے۔

مسیحی۔ اصل لفظ لوگس ہے۔

ابو المسیح۔ یہ لفظ خدا کا [illegible]

مسیحی۔ نہیں [illegible] کہ خدا کے کلام [illegible] کلام خدا کے [illegible]

ابو المسیح۔ [illegible]

مسیحی۔ [illegible] خدا تعالیٰ اپنی مرضی بھی ظاہر کرتا ہے [illegible] لفظوں میں ظاہر [illegible] کلام خدا کا کلام ہے۔

ابو المسیح۔ تو پھر وہ کلام [illegible] کہ کلام خدا [illegible] خدا تعالیٰ کی مرضی [illegible] ہو سکتی ہے۔

مسیحی۔ یہ بڑی گستاخی ہے کہ ہم خدا کی نسبت کہیں کہ وہ بھی بولتا ہے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اپنی مرضی نبیوں پر ظاہر کرتا ہے۔ پھر وہ اوس مرضی کو لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں [illegible]

ابو المسیح۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایسا کلام کلام الٰہی نہیں کہلا سکتا [illegible] مرضی خدا کو پوری طرح پیدا نہیں کر سکتا۔

مسیحی۔ یہ عجیب ہے آپ اسکی کچھ تشریح کریں۔

ابو المسیح۔ غور سے سنیں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ صفات الٰہی کو صفات کمال مانتے ہیں یا نہیں۔

مسیحی۔ کیوں نہیں مانتا ہوں۔

ابو المسیح۔ خدا کا علم۔ خبر۔ حکمت وغیرہ وغیرہ صفات کمال ہیں۔

مسیحی۔ ہاں بیشک۔

ابو المسیح۔ خدا کے علم و حکمت کی وسعت کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ کوئی نہیں کر سکتا۔ محال ہے۔

ابو المسیح۔ نبی اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم [illegible] ہوتا ہے۔ یا نہیں۔

مسیحی۔ بیشک [illegible] ہوتا ہے اوس سے بڑھ کر کوئی

اور ہو نہیں سکتا۔

ابو المسیح۔ کیا نبی خدا کے علم و حکمت کا احاطہ کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ نہیں وہ بھی نہیں۔

ابو المسیح۔ خدا کی مرضی میں خدا کا علم اور خدا کی حکمت اور [illegible] صفات کمال شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔

مسیحی۔ بیشک ضرور ہوتے ہیں۔

ابو المسیح۔ خدا کی مرضی میں جب صفات کمال الٰہی شامل ہوتے ہیں اوس کے لا انتہا علم و لطائف و اسرار [illegible] کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ واقعی نہیں۔

ابو المسیح۔ خدا کی مرضی کا جیسا احاطہ نہیں کر سکتا۔ [illegible] وسعت کو کس طرح وہ اپنے لفظوں میں ادا [illegible] کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے۔

ابو المسیح۔ خداوند تعالیٰ کا اپنی مرضی کو ظاہر کرنا ضروری ہے؟

مسیحی۔ بڑا ضروری۔

ابو المسیح۔ جب اُس کی مرضی کا ظاہر ہونا بڑا ضروری ہے اور اوسکی مرضی کا احاطہ نبی بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا وہ اوس کے ظاہر کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی لفظ [illegible] بنا سکتا۔ اور آپ خدا تعالیٰ بول نہیں سکتا بلکہ اوس کی نسبت ایسا خیال کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔ تو اب انسان بیچارہ کیا کرے۔ کیا ضروری نہیں ہے کہ اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کے لئے خود خدا تعالیٰ آپ کوئی ایسے لفظ بولے یا بولے جو اوسکی مرضی کی وسعت کے لئے حاوی ہوں۔

مسیحی۔ ہاں بیشک ضروری ہے۔

ابو المسیح۔ بس اب تو معلوم ہو گیا کہ خدا کے کلام کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ لفظ خود خدا تعالیٰ کے بولے ہوئے ہیں۔

مسیحی۔ ہاں۔

ابو المسیح۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جس یونانی لفظ کا ترجمہ کلام کیا گیا تھا۔ وہ لوگس ہے۔

مسیحی۔ ہاں

ابو المسیح۔ لوگس خدا کا کلام ہے۔ یعنی خدا نے آپ بولا اور نبی کو حکم دیا۔ کہ ایسا بول۔

مسیحی۔ ہاں۔

ابو المسیح۔ نبی اپنی نبوت کے منصب کے لحاظ سے بھی یہاں

تک وہ اس لفظ کی وسعت معانی کا احاطہ کر سکتا تھا کیا اوس کے برابر کوئی اور شخص بھی خواہ اوس کا کیسا ہی معتقد اور مخلص کیوں نہ ہو احاطہ کر سکتا تھا۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابو المسیح۔ کیا وہ مترجم یا وہ کمیٹی مترجمین جس نے لوگس کا ترجمہ کلام کیا ہے۔ اوس کے خیال میں لفظ کلام اوس وسعت معانی کے لئے حاوی ہے۔ جو لوگس کے لفظ میں ہے۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابو المسیح۔ آپ یونانی جانتے ہیں۔ آپ ہی بتادیں کہ لوگس کے کل مفہوم ٹھیک ٹھیک طور پر لفظ کلام کے اندر آ گئے ہیں۔

مسیحی۔ نہیں۔ [illegible] اس کے مفہوم مجھے بھی یاد [illegible] صرف ایک مفہوم کلام بھی ہے۔

ابو المسیح۔ تو بس آپ کے کلام کے مطابق بھی کلام صرف [illegible] حصہ کل مفاہیم لوگس ہوا۔ باقی ماندہ مفاہیم کدھر گئے۔

مسیحی۔ ہاں ترجمہ میں یہ بڑی مشکل بات ہے۔ کہ ایک زبان کے لفظ کے کل مفہوم دوسری زبان کے لفظ میں پورے پورے طور پر آ سکیں۔

ابو المسیح۔ مسلمانوں کا یہ کہنا کہ نرا ترجمہ کرنا اور تحریف معنوی دونو ایک ہی بات ہیں۔ درست ہے یا نہیں۔

مسیحی۔ ہاں اس لحاظ سے تو وہ درست کہتے ہیں۔

ابو المسیح۔ کیا ترجمہ اور اصل دونوں کا مساوی درجہ ہو سکتا ہے۔

مسیحی۔ نہیں ہو سکتا آگے بھی بیان ہو چکا ہے۔

ابو المسیح۔ کیا ترجمہ کو خدا کا کلام کہہ سکتے ہیں۔

مسیحی۔ واقعی نہیں کہہ سکتے۔

ابو المسیح۔ کیا ترجمہ اور اصل سے پورے پورے طور پر خدا کی مرضی ظاہر ہو سکتی ہے۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابو المسیح۔ اب تو میں اس بات کے کہنے کا مجاز ہوں کہ عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس صرف ترجمے ہی ترجمے ہیں۔ اور جن کے پاس اصل ہے بھی وہ کلام الٰہی کا حکم رکھتے ہیں۔

مسیحی۔ اس طرح اگر تدقیق کروگے۔ تو بہ مشکل کوئی کتاب خدا کا کلام ثابت ہو سکے گی۔

ابو المسیح۔ مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] مولوی [illegible] میں [illegible] کے [illegible]
السلام علیکم و رحمۃ اللہ [illegible]
[illegible] ایک [illegible] کون [illegible] دنیا آخرت [illegible] ایک [illegible]
[illegible] ہے - اس [illegible] اپنے مولیٰ کے احکام کی تعمیل و تعظیم امر اللہ تعالےٰ کی مخلوقات پر رحم کرو یہ غنیمت ہے - تعظیم امر اللہ و شفقت علےٰ خلق اللہ کے لئے جس قانون پر عمل درآمد کرنا چاہئے - اس کا نام قرآن شریف ہے - پھر اس پر توجہ - فکر - غور کرو - اور اس پر عملدرآمد کو اختیار کرو - والسلام
۱۰ دسمبر ۱۸۹۵ء دستخط **نور الدین** از قادیان

(۲) السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپ الحمد شریف بکثرت پڑھیں - اور درود شریف کو بہت پڑھا کریں - اور پھر قرآن شریف کو بغرض عملدرآمد پڑھا کریں - اور دعا مانگنے کی عادت ڈالیں - دعاؤں میں الحمد شریف بے نظیر دعا ہے - بعد رمضان کے بعد قادیان جاؤں گا - والسلام ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء
دستخط نور الدین -

(۳) السلام علیکم - کیسے **خوش قسمت** ہیں - وہ **لوگ** جو اللہ تعالےٰ کے فعل پر ہر طرح راضی ہیں - کیونکہ اللہ تعالےٰ کے تمام افعال میں حکمت رحمت فضل اور انسان کی اصلاح مدنظر رہتی ہے - قبولیت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ اگر تکبر ہوگا تو جہنم ٹھکانا ہے - اور صبر کے موقعہ پر وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون - اضطراب مت کرو - دعا کی جاتی ہے - اور پیارا مولیٰ رحیم کریم و مالک ہے - والسلام دستخط نور الدین از قادیان ۶ جون ۱۸۹۷ء

(۴) منجانب حضرت اقدس امام الزمان جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ - بنام خاکسار اللہ داد عفی اللہ عنہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم - السلام علیکم
صادق آن باشد کہ ایام بلا
مے گذارد با محبت با وفا

[illegible] اور اپنے مولیٰ سے کامل تعلق [illegible] اور مخالفین کی کوئی پرواہ [illegible] الحمد للہ [illegible] درود و استغفار [illegible] اللہ تعالےٰ [illegible] آپ [illegible] دعا کی [illegible] خدا تعالےٰ [illegible] نجات [illegible] حضرت اقدس [illegible]
بحکم حضرت امام الزمان از قادیان

خدا کرے ایسا ہی ہو - آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم
مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب زاد لطفہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
الحکم نمبر ۴ و نمبر ۵ ملا - موجب ہدایت ہوا - جزاکم اللہ احسن الجزاء - یہ اخبار ان شاء اللہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ذریعہ بہت سے دلوں کے واسطے راستی کی طرف آنے اور استقامت پانے کا موجب ہوا ہے - اور اس میں آپ نے ایک قابل رشک خدمت کو اٹھایا ہے - فایدکم اللہ بنصرہ وتائید - پرچوں کا دیر سے نکلنا - یہ کوئی قابل شکایت امر نہیں - ابتدا میں ایسا ہوا کرتا ہے - اور اس کے بیش قیمت مضامین تمام دیری کا معاوضہ ہو جاتے ہیں - آپ ہمت کو مضبوط رکھیں - چند روز ہوئے - کہ میں نے خواب میں دیکھا - کہ **الحکم** میری میز پر پڑا ہے - گویا ڈاک والا یا کوئی چھوڑ گیا ہے - اس پر سبز ورق ہے - جب میں نے اس کو اٹھایا اور کھولا - تو وہ ایک بڑے لمبے چوڑے کاغذ پر سول ملٹری کی طرح ایک ضخیم اخبار ہے - اور نہایت خوشخط اور خوشنما ٹائپ کا چھپا ہوا انگریزی میں ہے -
فالحمد للہ علےٰ ذالک - میں امید کرتا ہوں - کہ امام وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے آپ کی نیک نیتی اور خدمت دین کا جوش بہت جلد اپنا پھل دکھائینگے - میں بسبب مصروفیت امتحان اس سے پہلے آپ کو اپنا خواب نہیں لکھ سکا -
راقم نیاز - محمد صادق لاہور ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے - کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں - جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں - جو ہمدردی اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیغام پر مشتمل ہوں - اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے مضامین (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام دیئے - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف و مختصر تقریریں شائع کی جاویں - یہ ٹریکٹ چہار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں - تو بکثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی کہ سلسلہ کے مویدہ ہو جائیں - اور سو سو ٹریکٹ عمدہ نفیس کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اسی قدر تعداد ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے - اور رد ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں - تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے -
مینجر الحکم کے نام درخواست ہو -

امرتسر میں مسجد احمدیہ

یوں تو ہر ایک شہر اور قریہ میں ہماری جماعت کے لوگوں کو مسجدوں کے ٹھیکہ دار ملّا مسجدوں میں آنے اور نماز پڑھنے سے روکتے ہیں - اور قرآن پڑھتے ہوئے بھی آیت ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ

پرغور نہیں کرتے۔ [illegible] ہمارے ہاں تک کہ [illegible] بیٹھے کسی [illegible] ہیں۔ وہاں کے ایک بھائی میاں غلام محمد کو جو ایک مسجد کا امام تھا۔ محض اسی لئے علیحدہ کر دیا۔ اس پر ہماری جماعت کو باہر [illegible] نمازیں پڑھنی پڑیں۔ یہ تو ایک معیار [illegible] تھا۔ کیونکہ تجربت [illegible] **من تحتہا الانہار** کا نمونہ اس دنیا ہی سے شروع ہوگا۔ چونکہ امرتسر جنگ مقدس اوّل و ثانی کا مرکز رہا ہے۔ اور مباحثہ کی زمین ہے۔ اس لئے امرتسر جیسے شہر میں ہماری جماعت کو مسجد کی اشد ضرورت ہے۔ جہاں ہماری جماعت کے احباب جمع ہو سکیں۔ اشاعت اسلام کی تجاویز کریں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اواخر مارچ میں ہمکو اتفاقیہ امرتسر جانا پڑا۔ اس تقریب پر ہم نے اس ضرورت کے متعلق اپنے احباب میں تحریک کی [illegible] وقت تعمیر مسجد کے لئے بڑے [illegible] چونکہ امرتسر کی جماعت قلیل ہے۔ اور اکثر [illegible] معمولی مزدوری پیشہ احمدی ہیں۔ تاہم اون کی ہمت [illegible] ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ناظرین بھی حسب ارشاد **وتعاونوا علی البر والتقویٰ** [illegible] ہوکر امرتسر کی جماعت کا ہاتھ بٹائیں گے۔ ذیل میں ہم اس چندہ کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ جو اب تک **مسجد احمدیہ** امرتسر کے لئے امرتسر [illegible] کیا ہے۔

میاں نبی بخش صاحب رفوگر [illegible] (میاں نبی بخش صاحب کا اپنا مکان [illegible] روپیہ تھا۔ جو انہوں نے مسجد کیلئے عنایت کیا۔ [illegible] کرلیا باقی [illegible])

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب [illegible] جزاہم اللہ احسن الجزاء

میاں چراغ دین صاحب [illegible] مولوی احمد اللہ کو تعمیر مسجد کیلئے مکان [illegible] دیا تھا۔ جہاں اب نماز نہیں پڑھ سکتا۔ افسوس)

میاں قطب الدین صاحب سوداگر [illegible]

میاں عطاء اللہ صاحب سوداگر [illegible]

میاں جان محمد صاحب [illegible]

میاں غلام محمد صاحب علاقہ بند [illegible]

مسجد احمدیہ کے لئے تین ارسال کرنے والے اصحاب

مولوی محمد اسماعیل صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ [illegible]

امرتسر کے تمام [illegible]

ہم کو امید ہے۔ کہ بہت جلد **مسجد احمدیہ** امرتسر تعمیر ہو کر موجب برکت ہوگی۔

امرتسر میں ہمارے تین دن

ہم کو مطلع کیا بعض ضرورتوں کی وجہ سے مارچ کے اواخر میں امرتسر جانا پڑا۔ اور اپنے احباب اصحاب کی [illegible] چند روز ٹھہرنا پڑا۔ اس اثنا میں شہر کے مختلف حصوں میں اللہ کریم کے فضل و کرم سے اوس [illegible] کلام سنایا گیا۔ [illegible] کا اعلان کیا۔ لوگ شوق سے سننے کو آتے رہے۔ دوران قیام میں انجمن تائید الاسلام امرتسر کا سالانہ جلسہ بھی [illegible] جلسہ میں ہم نے بھی کچھ [illegible] تھا کہ مدرسہ تائید الاسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور انجمن حمایت اسلام امرتسر جو عرصہ سے ٹوٹ چکی ہے اوس کا روپیہ جمع ہے۔ [illegible] وہ روپیہ انجمن تائید الاسلام میں ہمارے [illegible] درخواست کی جاوے۔ کہ انجمن اسلامیہ امرتسر اپنی شاخ دینیات کو مدرسہ تائید الاسلام کے متعلق کرے۔ اس تجویز کو سب نے پسند فرمایا۔ لیکن غزنوی [illegible] اور شیخ محمد حسین بٹالوی نے موقعہ پاکر نئے کفرنامہ کا بہانہ تلاش کیا۔ اور مولوی احمد اللہ کو کفرنامہ میں شامل ہونے کے لئے زور دیا گیا۔ اور داخل کر کہ ہی چھوڑا۔ ایک اور لطیفہ بھی جلسہ کا قابل ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے علما کہاں تک مسائل دینی پر نظر رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے چار طالب علموں کو ۴ انعام دینے چاہے۔ مگر اوس کے پاس صرف ایک روپیہ تھا۔ اس پر اوس نے کہا۔ کہ اس روپیہ کو کوئی خرید لے چنانچہ ایک شخص نے ۴ کو وہ روپیہ خرید کیا۔ مولوی ثناء اللہ مدرس تائید الاسلام۔ جو اس ڈیوٹی پر ڈٹے ہوئے تھے نے جھٹ وہ روپیہ آنہ دے کر فنڈ مدرسہ میں داخل کر لئے مگر اتنے میں مولوی رسل بابا صاحب اور عبد الجبار صاحب نے شور مچایا۔ کہ یہ بیع **درست نہیں**۔ غرض پھر اور صورت پر وہ روپیہ داخل کر لئے گئے۔ افسوس سب عالم بیٹھے رہے۔ اور کسی کو خیال نہ آیا۔ کہ یہ بیع جائز ہے یا ناجائز۔ مگر ہمارے رسل بابا صاحب اور عبد الجبار صاحب کو کہنا پڑا۔ شائد بعض دشمن کہتے ہی ہوں۔ اور بھی ادھر ادھر کی تقریریں ہوئیں۔ مگر افسوس قرآن کریم کے معارف اور اسرار سننے میں نہ آئے۔ جو ایسے جلسہ میں امید ہو سکتی تھی۔ آخر میں پلاؤ اڑایا گیا۔ ہم **انجمن تائید الاسلام امرتسر سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ پلاؤ جو اس طرح پکایا اور احباب کو کھلایا جاتا ہے۔ مدرسہ تائید الاسلام کے جمع شدہ روپیہ سے کھلایا جاتا ہے۔ یا اس کے لئے علیحدہ چندہ ہوتا ہے۔** ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارا اس کا جواب دے کر مشکور فرماویں گے کیونکہ ہم اس امر کے متعلق کچھ لکھنے والے ہیں۔ یہ بھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم نے اخبار الحکم انجمن تائید الاسلام کے طلباء کو مفت دینا چاہا۔ مگر میاں احمد اللہ صاحب نے انکار کر دیا۔ نیز محمد حسین بٹالوی کی تقریر کا خلاصہ ہم نے قلمبند کیا ہے۔ جسکو ہم اپنے ریمارکس کے ساتھ شائع کریں گے۔

صداقت کس طرح چمکتی ہے

صداقت کی روشنی تلواروں کے سایہ میں بھی چمکتی ہے۔ تائید الاسلام کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہم نے جو تجویز پیش کی اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے مخالف اور مولویوں نے ہمارے چلے آنے کے بعد شور مچانا شروع کیا۔ ایک صادق اور راستباز بھی اون میں موجود تھا۔ جس کی روح تلاش حق میں وحشی ہرن کی طرح تڑپتی تھی۔ اوس نے فی الفور اون کی مخالفت سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ جب یہ لوگ ایک شخص کی بالکل صحیح اور مناسب تجویز کی محض اس لئے مخالفت کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت اقدس **سیدنا مرزا صاحب کے** کفش برداروں میں ہے۔ تو اس سے بڑھ کر انکی ضدیت اور ملاہٹ کا کیا ثبوت ہوگا۔ چنانچہ اس پر خدا تعالے نے اوس کا سینہ کھول دیا۔ اور شرح صدر کے ساتھ وہ امام الزمان کی شناخت کے قابل ہوگیا۔ یہاں تک کہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۸ء کو دارالامان میں پہونچکر حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ **والحمد للہ علی ذالک**۔ یہ خدا تعالے کا فضل ہے۔ ہم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے ہماری مغفرت کے لئے یہ سامان بہم پہونچایا۔ وہ رحیم خدا جس نے ہمکو اس بھری مجلس مخالفین میں بولنے کی طاقت دی [illegible]

[illegible] ... کی روایت کا موجب بنایا ہے اسی
ان ... [illegible] ... اللہ بھی نورانی تحقیق
... [illegible] ... نہ ہو اس نے مقدس
راستہ ... [illegible] ... کی تبلیغ کرنے کے قابل ہوں۔
... [illegible] ... کی نظر ہو سکے اپنی شہرت یا نمود
... [illegible] ... اور دیکھنے کی توفیق
... [illegible] ... نہ بہک جائیں آمین۔
ہم اس مبارک ... [illegible] ... خوشی ہوا کم ہے لیکن ساتھ
ہی ہم ... [illegible] ... سے پوچھتے ہیں۔ کیا تم ایسے نشانات
دیکھ کر بھی قائل نہیں ہو سکتے۔ کیا تمہیں نہیں سوجھتے۔ کہ خدا اپنے
بندہ کی امداد کس طرح غیب سے کر رہا ہے۔ تمہاری ... میں
کیوں کر اس کے مشن کی تبلیغ ہوتی ہے؟ آؤ خدا را
باز آؤ۔ دنیا روز ... چند ... عاقبت معاملہ با خداوند ہے۔

ایک قابل قدر خط

ذیل میں ہم ایک خط درج کرتے ہیں۔ جو عرصہ ہوا۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے مولوی ریاض احمد صاحب ساکن رائے بریلی کے نام لکھا تھا۔ بظاہر یہ ایک خط ایک خاص شخص کے نام ہے۔ مگر نفس الامر میں بعض لغات القرآن کا لب لباب ہے۔ اور قرآن کریم کے بعض مشکل مقامات کا حل ہے۔ اس لئے ہم نہایت فخر و عزت سے اس کو درج کرتے ہیں تاکہ ہمارے ناظرین قرآن کا ترجمہ کرتے یا پڑھتے وقت ان امور کا لحاظ رکھیں۔ اور آئندہ ہم مولوی صاحب کی یادداشتیں ترجمہ قرآن کے متعلق انشاء اللہ سلسلہ وار درج کرتے رہیں گے۔ ایڈیٹر

نور الدین ۱۴ ستمبر ۱۸۹۵ء از دارالامان قادیان

میرے عریضہ کو ایک بار آپ ضرور پورا پڑھ لیں۔ اگر دو سطر میں اسے دوسری بار نہیں دیکھ سکا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن مجید کے ترجمہ کی جو ضرورت آج کل ہے۔ وہ مخفی نہیں۔ مولوی ... اب کچھ مجھے لکھنا فضول ہے۔ کیونکہ بات صاف ہے۔ میں اس عریضہ میں مختصراً عرض کرونگا۔ کیونکہ مجھے آپ کے حالات و معاملات اور آپ کے اندرونی جوشوں کی اطلاع نہیں سیٹھ ... کا رسالہ پیسہ اخبار میں دیکھا۔ اور یہ تعمیل ارشاد خاتم الانبیاء صلعم ... ہیں ... جو بحمد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ... کو پہنچ گئے ... وہ حکم تھا بلغوا عنی ... النصیحۃ۔ دین سلام خیرخواہی کا نام ہے۔ والراحمون یرحمہم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ اور میرا خیال تھا اور ہے کہ انما الاعمال بالنیات۔ وانما لامرء مانوی۔ میں کوئی ترتیب امر مضمون کے متعلق نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ یہ خط ہے رسالہ نہیں۔ جو کچھ لکھتے لکھتے مجھے خیال آتا جائیگا لکھونگا۔

اوّل۔ تراجم موجودہ نے قرآن کریم کے پاک اور نہایت ہی بے عیب الفاظ کو اپنے اپنے ناپاک اور گندے محاورات میں ظاہر کیا ہے۔ مثلاً۔ بطور نمونہ از خروارے سنو۔

(۱) خدعہ۔ کا لفظ ہے۔ سورۃ بقر کے دوسرے رکوع میں موجود ہے۔ یخادعون اللہ وما یخدعون۔ اور سورۃ نساء رکوع ۲۰ میں وھو خادعھم۔ اس کا ترجمہ مترجموں نے۔ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو۔ اور دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ دھوکہ دیتا ہے انکو یا بجائے دھوکہ فریب دیتا ہے۔ وغا دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ان ناپاک معنی کی تصدیق قرآن مجید میں نہیں فرماتا۔ اس ترجمہ کے معائب یقیناً یا غالباً آپ پر ظاہر ہوں گے اس لئے مجھے شاید ضرورت نہیں۔ اب میں اس کے ایسے معنے عرض کرتا ہوں۔ کہ جن کی تصدیق قرآن کریم میں ہے اور لغت عرب اسکی تصدیق کرتی ہے۔

یخادعون اللہ۔ یترکون اللہ قاموس میں ہے۔ خادعہ یترکہ۔ ترجمہ اس کا۔ چھوڑتے ہیں۔ ترک کرتے ہیں اللہ کو۔ وھو خادعھم۔ اور وہ چھوڑنے والا ترک کرنے والا ہے انکو۔ قرآن کریم میں دوسرے موقعوں پر منافقوں کے حق میں فرمایا ہے۔ وترکھم فی ظلمات۔ ویذرھم فی طغیانھم۔ وغیرہ۔ یخدعون کے معنے یمسکون یبخلون کیا معنے۔ خادع۔ مزید کے معنے میں۔ ترک اور تجرد کے معنے ہیں۔ امسک۔ بخل۔ اور یہ معنے صراح و صحاح و قاموس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم ان معنوں کی تصدیق فرماتا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتی ینفضوا۔ الآیہ س ۲۸۔ اور فرماتا ہے وبخلوا۔ اور فرماتا ہے۔ ویبخلون۔

(۲) نسوا اللہ فنسیھم۔ الآیہ س ۱۰ اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ بھلایا انہوں نے اللہ کو پس بھلایا اللہ نے انکو حالانکہ ماثور تفسیر صحابہ کرام کی ترکوا اللہ فترکھم موجود تھی

(۳) کید کے معنے۔ جیسے سیرۃ ابن ہشام مغازی محمد بن اسحاق میں موجود ہے۔ جنگ کرنے کے ہیں۔ سیرۃ بدر منہا میں آیا ہے۔ خرج رسول اللہ صلعم یلق کیدا لک حربا۔ پس انھم یکیدون کیدا واکید کیدا۔ س ۳۰ کے معنے ہوئے۔ وہ خطرناک جنگ کی تیاریاں کرتے ہیں۔ یا خطرناک جنگ کرنے کو ہیں۔ اور میں بھی اُن سے خطرناک جنگ کرونگا۔

(۴) مکر کے معنے تدابیر۔ دقیقہ اور ارادات مستحکمہ کے ہیں پس مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین س ۳ کے معنے ہوئے کہ مسیح علیہ السلام کے مخالفوں نے تدابیر دقیقہ اور ارادات محکمہ کئے کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدابیر دقیقہ اور محکمہ سے کام لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر بڑی بھلائی پہنچنی ہیں (خیر کا صیغہ اسم تفضیل یا افعل التفضیل کا ہے۔ جس کے معنے بڑے کے لئے گئے۔ ان معنے کا بیان قرآن کے اس مقام پر صاف ہوتا ہے جہاں ارشاد ہوا۔ اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ س ۹ اور تفصیل فرما دی۔ کہ مکر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سیٔ اور دوسرا خیر جیسے فرمایا۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔ س ۲۲ پ ۔

(۵) روح کا لفظ ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ اور اس لفظ کے معنے صریح موجود ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا۔ س ۲۵ اور جبرئیل کو یا مسیح کو اس لئے روح فرمایا۔ کہ ایک کلام الٰہی کے لانے والا۔ اور دوسرا کلام الٰہی کے پہونچانے والا ہے۔

اور اگر پندرھویں سیپارہ میں یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی۔ پر گہری نگاہ کرو۔ اور غور سے کام لو۔ تو صاف نظر آوے گا۔ کہ روح وہاں کلام ہی کے معنے ہیں۔ کیونکہ یسئلونک عن الروح کے قبل دعوے ہوا ہے۔ وننزل من القرآن ما ھو شفاء س ۱۵۔ پھر بیان ہوا ہے۔ کہ یہود دریافت کرتے ہیں کہ یہ روح کیا معنے قرآن کہاں سے آیا ہے۔ تو جواب دیا من امر ربی ہے۔

اب ہر دو دعوے بلکہ دعوے اخیر کی کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے۔ موضوع۔ مفتری یا مصنوع نہیں دلیل یہ دی۔ کہ قدرتی اور مصنوعی اشیاء میں یہی تو فرق

ہوتا ہے - کہ مصنوع خود ہی نہیں ہوتی - اور نہ قدرتی ہوتی ہے - غور کرو پس ایسا ہی یہ ایک پہلو تک سے واقع ہوئی ہے - قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا - پس ترجمہ قرآن میں مترجم کو عرف موجودہ کا لحاظ ضروری ہے - تاکہ ناظرین سمجھ سکیں -

دوسرا امر جس پر توجہ ضرور ہے - وہ قصص ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے - ان قصص کی تفصیل ضروری تو نہیں - مگر بعض مقامات بدوں کسی تفصیل کے اس زمانہ میں سمجھنے مشکل ہیں -

مثلاً ذوالقرنین کا قصہ بعض بہت کچھوں نے جنہا منتخب کو یونانی سکندر کو جو ایک بت پرست شراب خور بلکہ زانی کا بیٹا بننے والا تھا - ذوالقرنین بنا دیا ہے اور اگر سکندر نامہ کو دیکھیں - تو شرم آجاتی ہے - کہ کیا قرآن کریم ایسے نابکار کا اس طرح تذکرہ کرتا ہے -

اور پھر پتہ نہیں لگتا - کہ یہود نے یہ سوال عن ذی القرنین کس بنا پر کیا - حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک توجہ سے - اس کا کیا دخل تھا - اور ہمارے اس کے تذکرہ کرنے سے جناب ہادی کامل فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا غرض پڑی تھی - کہ اس کا ذکر فرماتے یا اللہ کریم اپنی جلیل القدر - کافی - پاک - نور - ہدی - رحمت کتاب میں اس کا ذکر فرماتے - حالانکہ بات صاف تھی -

دانیال کی کتاب میں حضرت دانیال نے جناب خود عالم خاتم الانبیاء کی بابت پیشگوئی کرتے - اور حضور علیہ السلام کا زمانہ بتاتے کیلئے ذوالقرنین کا قصہ بتایا ہے - دیکھو **دانیال ۸ باب** اور یہ ذوالقرنین ۸ باب دانیال کا سکندر رومی ہے جسکو دانیال نبی نے ذوالقرنین کرکے بیان فرمایا ہے - پہلے ہے - دیکھو دانیال - ۸/۲۰

میں یہ بیان اس وقت نہیں کرتا - کہ دانیال کی کتاب کس طرح اس پاک زمانہ خیر القرون کا پتہ لگتا ہے - بلکہ ذوالقرنین کے قصہ پر میرا روئے سخن ہے - پھر عیسائیوں نے اس کے مخفی کرنیکے لئے ذوالقرنین کے سمجھنے میں بڑی بڑی شرارت کی ہے - جیسے ان تفاسیر سے ظاہر ہے جو آپ انگریزی میں دیکھ سکتے ہیں - حالانکہ کیسا دنیا مثلاً داؤد علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے متعلق اسرائیلی لوگوں نے اور یا کا - نا پاک - گندہ بہتان جو بیان کیا ہمارے

بعض بھولے مفسروں نے بے تفسیر لے لیا ہے - جناب علی نے تو وہ پاک ترجمہ میری نسبت نے فرمایا کہ اگر کوئی قصہ اس اوریا والا قصہ جناب داؤد علیہ السلام کے متعلق بیان کرے گا - تم میں سے تو میں اُسے رجم کرونگا - جیسے تفسیر کبیر کے رحمہ اللہ مفسر نے بیان فرمایا ہے - اس کو ان تمام مفسروں نے چھوڑ دیا -

اور لوط علیہ السلام کے متعلق آج کل کے ایک مفسر عالم نے صاف لکھ دیا ہے - کہ معاذ اللہ انہوں نے اپنی لڑکیوں سے شراب پی کر زنا کیا - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ - وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ وَالْمَصَائِبِ - حالانکہ ہمیں اپنی مہیمن کتاب میں جس میں صاف اللہ کریم فرماتے ہیں - پتہ لگتا ہے - کہ شیطان لعین کا اللہ تعالے کے مخلص بندوں پر جیسے انبیاء علیہم السلام سرتاج اور مخلصوں میں مخلص رئیس ہیں - ہرگز کچھ دخل و تصرف نہیں - ایسی ہی اللہ تعالے نے طالوت کی مدح ملک فرمائی ہے - اور ہمیں آگاہ فرمایا ہے - کہ زَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ اور یہ بھی فرمایا - کہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا - ۲۲ س - پس کیا خشیت والے ایسے ہی ہوتے ہیں - کہ جیسے معالم التنزیل میں طالوت کے ناپاک ارادوں کا ذکر ہے - کہ اس نے جناب داؤد علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا - افسوس - پھر جب تو صریح تدبر بالکل ظاہر ہے - کہ جالوت دو تھے - ایک طالوت کے مقابل اور دوسرا داؤد کے مقابل اسی واسطے قرآن کریم کے آخر دوسرے سیپارہ میں فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ پر وقف دیکر وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ کا تذکرہ الگ کر دیا ہے - اور ساؤل کا کوئی قصہ قرآن کریم نے نہ فرمایا -

ایسا ہی صدہا قصص بنی اسرائیل کے بے جوڑ تفسیروں اور مفسروں نے بدوں حجت نیرہ کتاب و سنت تفاسیر و تراجم میں بھر دئیے ہیں - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ -

یہ تو بیرونی قصص کا نمونہ تھا - اب اندرونی قصص پر گذارش کرتا ہوں - ہمارے ہادی کامل کے قصص احادیث صحیحہ میں موجود ہیں - مگر ہمارے مترجموں پر اللہ تعالے رحم فرماوے - کہ انہوں نے ان صحیح قصص کو چھوڑ کر کہاں کہاں موضوعات سے کام لیا ہے - نمونہ کے طور پر زینب صدیقہ ام المومنین کا قصہ ہے - جس کے متعلق افسوس ہزار افسوس نابکار لوگوں نے لکھ دیا - کہ حضور علیہ السلام **زینب** کو دیکھکر اس پر عاشق ہو گئے - حالانکہ عشق کا لفظ ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں - چہ جائیکہ عشق **رسول اللہ زینب** پر ہو - اور پھر بالکل غلط ہے کہ ام المومنین **زینب** آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں - اور آپکے آزاد کردہ غلام جناب زید رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں - اور نکاح ہمارے ہادی کامل کے فرمان سے ہوا - اور اس زمانہ میں حجاب کی رسم نہ تھی - یہ عشق کیسا - کیا آپ نے **زینب** کو دیکھا ہوا نہ تھا - یا ماریہ قبطیہ کا ناپاک قصہ کہ حضور نے اپنی بی بی کی لونڈی سے بدوں اجازت جماع کیا - جس پر **يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ** - نازل ہوئی - حالانکہ اصل قصہ صحیح طور پر بخاری میں موجود ہے - حضرت شاہ ولی اللہ مجدد اور حکیم امت نے بھی **زینب** کے قصہ میں لغزش کھائی ہے - اور حجۃ اللہ البالغہ میں ایک لفظ لکھ دیا ہے - جس سے ایک مومن سخت گھبراتا ہے - غَفَرَهُ اللّٰهُ بِفَضْلِهٖ وَمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ آمِيْن - فَاِنَّهٗ كَانَ نِعْمَةً كَامِلَ الْهِنْدِ وَاَنَا اُحِبُّهٗ لِلّٰهِ وَفِى اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ -

تیسرا امر جس پر مترجم کو توجہ کرنا لازمی اور ضروری ہے متشابہ اور محکم کا لحاظ ہے - شیعہ سنیوں کے دلائل میں جو آیات پیش ہوتی ہیں - اُن کو متشابہ کہتے ہیں - اور سنی شیعہ کے دلائل پر بھی اعتراض کرتے ہیں - ابن تیمیہ - ابن قیم اور شوکانی نے جن آیات کو محکم کہا ہے - ان کو انکے مخالفوں نے متشابہ کہا - غرض یہ بحث اس زمانہ میں قابل غور ہے -

رحمت کرے اللہ امام المحدثین امام بخاری پر جس نے ان تمام جھگڑوں کو پاک کر دیا ہے - کہ متشابہ کے معنے کئے ہیں **يُصَدِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا** - سبحان اللہ کیسی پاک صاف بات ہے - جس نے صدہا جھگڑے ختم کر دئیے - اور تمام نزاعوں کو جڑ سے کاٹ ڈالا -

چوتھا امر جس پر توجہ چاہئے - وہ مقطعات قرآنی پر غور کرنا ہے - نواب صدیق حسن نے جیسے لوگوں کو ان کے معانی کرنے سے ڈرایا ہے - اور تینے امام شوکانی سے اس امر میں حصہ لیا ہے - قابل مضحکہ ہے - کیونکہ مقطعات پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ تصوف نے غور فرمائی - اصلاً نہیں کہا - کہ ان کے معنے کوئی نہیں جانتا - ہاں بات بہت باریک ہے - یہ کسی قدر فارسی ترجمہ میں جو سعدی کی طرف منسوب ہے - لیکن میں اس امر کو خوب نبا ہے - میں بھی ان پر آج کل کچھ لکھ رہا ہوں - اور میرے مقتدا ان معانی میں صحابہ و تابعین ہیں - سو الحمد للہ رب العالمین - اور ان معانی کا ثبوت انشاء اللہ

قرآن کریم اور ان امان ۔۔۔ دیا ہے۔

پانچواں ۔۔۔ ضروری ہے۔ نسخ کا مسئلہ ہے میں اپنا ایک ۔۔۔ ختم کر دیتا ہوں۔ آپ اس قصہ پر غور فرمائیں۔ ۔۔۔ اکرم اللہ احسن الجزاء۔

میں ایام ۔۔۔ مدینہ طیبہ پہونچا۔ اور مجھے اتباع ۔۔۔ اور ۔۔۔ قرآن کریم کا جوش تھا۔ اس لئے میں ضرور سمجھا۔ کہ آیات منسوخہ کو یاد کر لوں۔ اس لئے میں مدینہ کے کتب خانہ میں گیا۔ وہاں مجھے ایک کتاب ملی جس میں پانچ سو آیت منسوخ ۔۔۔ تھا۔ وہاں سے وہ کتاب لایا۔ اور ارادہ کیا کہ یہ کتاب یاد کر لوں۔ مگر بعض باتوں کو جو اس میں منسوخ کہا۔ میں اس رسالہ والے کی رائے سے اتفاق نہ کر سکا۔ پھر مجھے جرأت ہوئی تو میں نے **اتقان** پر نظر کی۔ یہ کتاب میرے نزدیک اسلامیوں کا فخر ہے۔ اور اس تک کوئی کتاب ایسی شیعہ خوارج میں میں نے نہیں دیکھی اور نہ مجھے امید ہے۔ کہ ہو۔) تو اس میں بیس کے قریب آیات میری نگاہ میں پڑیں۔ پھر کیا تھا۔ گویا مجھے بادشاہی مل گئی۔ مگر ان آیات پر بھی جب میں نے غور کیا۔ تو مجھے حسرت ہوئی۔ اور مجھے اللہ کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر رحم فرمایا۔ کہ مجھے ایک عجیب و غریب کتاب **فوز الکبیر فی اصول التفسیر** مل گئی۔ سبحان اللہ کیا نورانی کتاب ہے۔ اس میں پانچ ہی آیت کو منسوخ قرار دیا۔ اللہ العمدہ دن دنیا میں مجھ پر عجیب تھا۔ مارے خوشی کے میں جامے میں نہیں سماتا تھا۔ اور اصل خوشی کا باعث یہ تھا۔ کہ میرے دل نے مجھے پکار کر کہہ دیا۔ کہ **نور الدین**! قرآن میں آیت منسوخ کوئی نہیں۔ اور ہرگز قرآن میں آیت منسوخہ موجود نہیں۔ کیونکہ اگر آیات منسوخہ قرآن میں موجود ہوتیں۔ تو کم سے کم کچھ ایما جناب باری سے یا جناب **صادق مصدوق**۔ **حبیبی و خلیلی سیدنا و مولانا و رسولنا و نبینا المصطفیٰ الاصفیا صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و ذریاتہ و اہل بیتہ** سے یا حضرات **خلفاء راشدین** سے یا **ابوبکر و عمر** رضی اللہ عنہما سے جو راس رئیس علماء وقت ہیں۔ ان سے کچھ ثابت ہوتا۔ یہ امر نسخ کا دعوے علماء نے اپنے خیال سے کیا ہے۔ جب دو آیات کی تطبیق نہیں آئی۔ تو دعوے کر دیا۔ ایک آیت منسوخ ہے۔ پس میں ایسی آیت منسوخہ کا جو موجودہ فی القرآن ہوں۔ قائل نہ رہا۔ شاید میرے الفاظ عمدہ طور پر مقصد کو ادا نہیں کر سکے منشا یہ ہے۔ کہ میں اس بات کا قائل ہی نہ رہا۔ کہ قرآن مجید میں کوئی منسوخ آیت موجود ہے۔ **والحمد للہ رب العالمین**۔ اور میں نے ان پانچ مقامات کو تفاسیر میں دیکھنا شروع کیا۔ تو بحمد اللہ پانچوں ایسے مقام تھے۔ کہ تفسیر کبیر جیسی عام تفسیر سے وہ مقامات حل ہو گئے۔ صرف دو مقام پر میری تسلی نہ ہوئی۔ جو پھر اور تفاسیر سے وہ بھی حل ہو گئے۔ میں مدینہ سے واپس ہو پہونچا۔ وہاں ایک شخص فرقہ اہل حدیث کا مجھے ملا۔ اس نے کہا۔ ہم قرآن پر کیسے عمل کریں۔ جبکہ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ ناسخ کیا ہے۔ اور منسوخ کہاں ہے۔ میں نے اس شخص کو کہا۔ کہ قرآن مجید میں منسوخ آیت کوئی نہیں۔ وہ تو آگ ہو گیا۔ اور مجھے پکڑ کر ایک شخص محمد حسین بٹالوی کے پاس پہونچایا۔ مجھ سے انہوں نے طیش میں آ کر کہا۔ کیا آپ نسخ کے قائل نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ نسخ کا دعوے غلط ہے۔ اگر آپ کو کوئی آیت منسوخ معلوم ہوتی ہے۔ تو مجھے فرمائیے۔ اور بحث جانے دیجئے۔ میری اس عرض پر وہ کہنے لگے۔ کہ **شوکانی** نے کہا ہے۔ جو نسخ کا منکر ہے۔ وہ جاہل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں **شوکانی** کو نہیں جانتا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور مجھے اس کی اتباع سے کام نہیں۔ آپ کوئی آیت پڑھیں۔ آخر وہ کہنے لگے۔ کہ تم **سید احمد خاں** کو جانتے ہو۔ میں اس وقت **سید احمد** کو نہیں جانتا تھا۔ پس میں نے جواب دیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہے۔ غرض یہ قصہ قابل غور ہے۔ اور آپ میرے اس قصہ کو قصہ تصور نہ فرماویں۔ یہ ایک نفس الامری حالت کا بیان ہے۔ جس نے مجھے قرآن کریم کی شاہ راہ پر چلنے کے لئے بڑی راہ کھول دی ہے۔ اگر جناب کو کسی آیت میں تامل ہے۔ تو مجھے ارقام فرماویں۔ مگر میں ٹھنڈے دل کا آدمی ہوں۔ اور آپ کی طبع میں مجھے ایسی حدت معلوم ہوتی ہے۔ جو محتاط مومن کی شان سے ذرا فاصلہ رکھتی ہے جیسے آپ کے کارڈ سے میں ثابت کر دونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

چھٹا امر جس پر مترجم کو غور ضروری ہے۔ وہ مسئلہ ہے۔ ترتیب آیات قرآنیہ کا۔ میرے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن کریم الحمد شریف سے لے کر سورۃ ناس تک ایک ایسی ترتیب رکھتا ہے۔ کہ اگر ایک آیت کہیں سے نکال دی جاوے۔ تو قرآن قرآن نہیں رہتا۔

ایک شخص **صدیق حسن خان** نام نواب بھوپال میں گذرا ہے۔ انہوں نے اپنی تفاسیر میں جیسے **جامع البیان** کے ابتدا میں حاشیہ پر لکھا ہے۔ بڑی طول و فضول تقریر سے ثابت کیا ہے۔ کہ کوئی آیت مکہ میں اتری۔ کوئی مدینہ میں۔ کوئی سفر میں کوئی حضر میں۔ کوئی صلح میں۔ کوئی جنگ میں۔ پھر کیسا احمق ہے وہ جو قرآنی آیات کو ترتیب مانتا ہے۔ یہ تو خلاصہ ان کے کلمات کا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ ترتیب قرآنی مدنظر حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ کی نہ ہوتی۔ تو ضرور تھا۔ کہ قائم رہتی۔ وہ ترتیب جس پر نزول ہوا تھا۔ جب ترتیب نزولی کو بدل دیا گیا ہے۔ اور جب یہ معاملہ حضرت خاتم الانبیاء کے حضور خود حضور کے حکم عالی سے بلکہ جناب باری کے فرمان سے ہوا ہے۔ تو کیوں نہیں۔ نواب خیال فرماتے۔ کہ ترتیب نزولی کو بدل کر دوسری ترتیب پر قرآن کریم بڑی اور اول دلیل ہے۔ کہ قرآن میں موجودہ حالت پر کوئی ترتیب خاص مدنظر ہے۔ میں نے اس معاملہ پر بہت غور کیا ہے۔

بے ربط یورپ والوں کا اعتراض کہ قرآن کریم بندہ پرواز سے ایک مضمون کو چھیڑتا ہے۔ پھر ختم نہیں کرتا۔ اور دوسری بات کو شروع کر دیتا ہے۔ قابل غور مضمون ہے۔ اس خط میں نہیں تو دوسرے خط میں اس کا نمونہ ضرور دونگا۔ غرض مترجم کو ضروری ہے۔ کہ نوٹوں سے ترتیب قرآنی کو مدنظر رکھ کر بتایا جاوے۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر حسینی المسمی بہ حیات مرتضی اس امر کو نصب العین رکھتے ہیں۔ گو پورے کامیاب نہیں ہوئے۔

ساتواں امر جس کو ضرور ہے۔ کہ مترجم مدنظر رکھے حال کا فلسفہ ہے۔ جس کی بنا اکثر مشاہدہ پر ہے۔ مگر ہمارے ہندوستانی طالب علم اس میں بضرورت قیاس قیاسی اور خیالی اور امر محقق شدہ میں تمیز نہیں کر سکتے۔

ایک طرف تو **سید احمد خاں** کی جماعت نے یورپ کے فلسفہ اور سائنس سے دبکر صلح کر لی ہے۔ ڈر سے اور اس کے بھائیوں کا ایسا ڈر پڑا ہے۔ کہ قرآن کریم کو ان کے خیالات کے پیچھے پیچھے لگا دیا ہے۔ تمام مذاہب کی جان اور تمام خلق کے لئے اعلیٰ جز امید قبولیت دعا سے ہی منکر ہو گئے۔ تا آیات نبوت اور مسئلہ الہام۔ و وحی و ملائکہ و آخرت اور جنت و نار کے وجود سے گویا انکار کر لیا۔ مسٹر بلنٹ لوگوں کے حملات کو دیکھ کر وحدت وجودیوں کی طرح اسی مخلوق کو بعد حذف تشخصات خدا مان لیا۔ جیسے ان کے خطبات سے ظاہر ہے۔ بقیہ مشکلات سے یوں پیچھا چھوڑایا۔ کہ جہاں فلسفہ کو موید نہ دیکھا۔ وہاں کہہ دیا کہ یہ کلام اللہ تعالےٰ نے حسب خیال یہود و نصاریٰ کے یا حسب خیال مشرکان عرب کے فرمائی گئی ہے۔ رہا بقیہ قرآن۔ اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے۔ کہ لکھ دیا۔ **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہی ترند و سنا ستے گویا لئے گئے۔ سبحان اللہ یہ ہے دین کی نصرت اور حمایت

اب ان کے مقابلہ میں مولوی صاحبان کا حال بھی قابل غور ہے۔ زمین کی گردش سے منکر ہیں۔ اس امر سے بھی منکر ہیں۔ کہ کوئی آدمی اسکندریہ سے سوار ہو کر امریکہ پہونچ کر جاپان کی طرف سے آنکلے۔ اور کلکتہ سے بمبئی۔ اور وہاں سے اسکندریہ پہونچے۔ کیونکہ راستہ میں کوہ قاف جو زمرد کا پہاڑ ہے جس کی رگوں سے زلزلہ آتا ہے اور جس کے اردگرد سانپ لپٹا ہے۔ اور جس کے اوپر آسمان رکھا ہے۔ اسے کیسے گذرا۔ یہ مثالیں غالباً آپ سے مخفی نہیں ہوں گی۔ میرے دوست نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں بچہ تھا۔ اور میں نے بمقام لدھیانہ وعظ سنا کہ نیل ندی کی بڑی فضیلت ہے۔ کیونکہ یہ چاند سے نکلتا ہے۔ کسی ستم ظریف نے عرض کیا۔ کہ حضرت اگر نیل کا چاند سے نکلنا خلاف مشاہدہ نہیں تو گنگا کا مہادیو کی جٹا سے نکلنا کیوں منع ہے۔ اب واعظ صاحب کے پاس کیا تھا۔ فتوے دے دیا۔ کہ یہ شخص کافر ہے۔ اس کو مار کر نکال دو۔ وہ نکالا گیا۔ اور یہ شخص جو اب ہمارے دوست ہیں۔ وہاں مرتد ہوگئے۔ … اور اس میں ایسے ہی … پھر کیا تھا آزادی کا زمانہ پہونچا کافر بن گئے۔ اور … کی ملازمت کر لی آخر … سال کے بعد جب بوڑھے ہوگئے۔ ایک انگریز نے ان کو کہا مسٹر فلانے دیکھو۔ یورپ والے کیسے محنتی ہیں۔ نیل کا منبع انہوں نے دریافت کر لیا ہے۔ جبال القمر ہے۔ اب یہ صاحب اس انگریز سے جبال القمر کا نام سنکر بے تاب ہوگئے۔ اور روئے۔ لوگ حیران کہ یہ کیا تماشا ہے۔ اس نے کہا آج اس جبال القمر نے مجھے مسلمان بنا دیا۔ جیسے میں نے اس انگریز سے سنا۔ جس طرح اس لفظ نے مجھ کو فرمایا۔ جیسے اس لفظ کو ایک واعظ سے سنا۔ مولانا یہ ہے مشکل ترجمہ کرنے میں۔ ایک طرف نیچری ہیں۔ اور ایک ہمارے علماء کرویت ارضی کے منکر۔ حرکت ارضی کے منکر۔ علم کیمیا کے منکر۔ جیالوجی کے منکر۔ انکے درمیان ایک راہ ہے۔

آٹھواں امر جس پر ترجمہ کو بہت ضرورت ہے اصول ترجمہ کا قائم کرنا ہے۔ ہمارے مفسر گروہ در گروہ ہوں جیسے ابن جریر۔ ابن کثیر۔ امام سیوطی صاحب درمنثور۔ خواہ درایت والے جیسے امام رازی۔ امام غزالی قاضی بیضاوی خواہ صوفی ہوں۔ جیسے شیخ محی الدین ابن عربی۔ اور مصنف بحر الحقائق اور جناب شیخ عبد الوہاب صوفی۔ خواہ لغوی ہوں۔ جیسے مجد الدین فیروز آبادی۔ خواہ علم اشتقاق والے جیسے امام راغب ان سب لوگوں کی تفاسیر کو دیکھو۔ مقدمہ میں اصول کو ہرگز قائم نہیں کرتے… اور یہ بڑا اثر بڑا کر دیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فوز الکبیر میں اور سید احمد خان نے تحریر فی اصول التفسیر میں بہت کوشش کی ہے۔ مگر وہ ایسی کوشش ہے۔ کہ یورپ کے واسطے… کافی نہیں۔ اور اس میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔

مثلاً ان امر مفسرین کے طبقات کو تو لگ قائم کر دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ اوّل درجہ تفسیر القرآن بالقرآن کا ہے۔ اور دوم درجہ تفسیر میں حضرت حق سبحانہٗ کے اس نائب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کے حق میں فرمایا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ تیسرا مرتبہ خلفائے راشدین وغیرہ وغیرہ۔ مگر عمل درآمد اس کو نہیں دکھاتے۔ مثلاً ہدی للمتقین۔ کی تفسیر میں بیسیوں معنے متقی کے بیان کریں گے۔ اور قرآن کریم نے مثلاً لیس البر ان تولوا وجوہکم میں جو معنے متقی کے بیان کئے ہیں۔ اس کا ذکر تک نہ کریں گے۔ یقیمون الصلوٰۃ میں اقامت پر بحث ہوگی اور کوئی نہیں لکھے گا۔ کہ وہ نماز جس کا ٹھیک ٹھیک ادا ضروری ہے۔ اس کی تفسیر رسول کریم نے یہ فرما دی ہے۔

آپ میرے عریضہ کو پہلے پورا دیکھ لیں۔ اگر ناپسند ہو تو کمال … بد … خاوند واپس بھیج دیں۔ اس کی نقل میں نے نہیں لی۔ اور نہ مجھے فرصت ہے۔ کہ اس کی نقل کروں۔ بلکہ دوبارہ دیکھنا بھی مشکل ہے۔ اگر پسند ہو۔ تو یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ میں اور بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ مگر دوسرے وقت پر چھوڑتا ہوں۔ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق بخشی۔ آمین۔

آپ ایک کوچہ سے بیخبر ہیں۔ اس پر عرض ہے۔

حضرت پیر و مرشد نے جو اس وقت مہدی آخر الزمان مسیح الزمان کا تذکرہ کرتے وقت آپ نے نعوذ باللہ کا لفظ شریعت اسلام سے ناواقفی کے باعث استعمال فرمایا۔ احادیث صحیحہ میں جناب خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین اور صدیق۔ اور جناب خلیفہ ثانی کو فاروق اور ابو ذرؓ کو مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ اور جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ اور قرآن میں بعض مومنوں کو امرات فرعون۔ اور بعض اہل ایمان کو مریم بنت عمران اور بعض مومنات کو امرات نوح اور امراۃ لوط فرمایا گیا ہے۔ اور حضرت یعقوب چرخی کو الہام الٰہی میں زید بن حارثہ جو محبوب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ انکا نام دیا گیا ہے۔ پھر سے

کاشکر کہ نامہ عیب من جو شند
روئے آں دلستاں بدیدندے
ترسم آں قوم کہ بر درد کشاں مخندند
… ایمان را

آپ کا سلام علیکم بہ تحفہ مرزا صاحب اس لئے نہیں پہونچایا گیا۔ کہ آپ نے نعوذ باللہ کے بے موقع استعمال سے اجازت نہ دی۔ آپ کو … ایک صادق ملہم کے متعلق ایک محب اسلام کا دل دکھانا مناسب نہ تھا۔ اللھم تب علیہ … والسلام

ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر بالقابہ کا انتقال

ہر کہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود
آنکہ پائندہ و باقیست خدا خواہد بود

۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو آنریبل سر سید احمد خان بالقابہ نے حاجی محمد اسمٰعیل خان کی کوٹھی میں انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سر سید صاحب کے انتقال کی خبر معاً بذریعہ ٹیلیگرام دور و نزدیک پہونچائی گئی۔ اور جہاں جہاں یہ خبر پہونچی عام طور پر مسلمانوں میں ایک جوش ماتم پیدا ہوا۔ لاہور میں بھی یہ خبر پہونچی۔ اور انجمن اسلامیہ کی طرف سے ماتمی جلسہ کا اعلان فی الفور شائع کیا گیا۔ چنانچہ ۲۹ مارچ ۱۸۹۸ء کو اسلامیہ کالج میں ایک ماتمی جلسہ ہوا۔ جسمیں چند ریزولیوشن پاس ہوئے۔

[illegible] سرسید [illegible] مسلمانوں کے ہوا [illegible] انگریزی تہذیب اور مغربی روشنی کے اس قدر [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اور [illegible] ترقی کی [illegible] پر پہونچکر [illegible] قرار دیتے [illegible] مسلمانوں کی بہت سے [illegible] سرسید [illegible] مگر ہم کو یہ کہنے [illegible] ایک طرف [illegible] سوچتے [illegible] قوم کو [illegible] سرسید [illegible]

چلیو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی [illegible]

اور اسی لئے وہ ہر معاملہ میں قرآن کریم کو حکم بنا کر چلا بلکہ مغربی تہذیب اور یورپ کے فلسفہ نے اوس پر ایسا اثر کیا۔ کہ وہ مسلمانوں کو جہاں انگریزوں کے قالب میں ڈھالنا چاہتا تھا۔ وہاں اُس کی یہ بڑی بھاری غرض تھی۔ کہ اون کے اطوار و اوضاع اون کے طریق معاشرت اور اصول تمدن یہاں تک کہ اون کا علم الٰہی بھی یورپی فلسفہ کا پیرو ہو کر رہے۔ اور اسی وجہ سے اونہوں نے ہمیشہ **الٰہی فلسفہ** اور آسمانی قانون کو مغربی فلسفہ کا متبع بنانا چاہا۔ اور یہ ساری مشکلات اُن کو اس لئے پیش آئیں۔ کہ وہ چاہتے تھے۔ مسلمانوں میں انگریزیت کا دخل جس سے ان کو امید تھی۔ کہ وہ فائز المرام ہوں گے۔ انکے مشن کی کامیابی کے لئے یہی پہلی تدبیر تھی۔ جو بطور **فونڈیشن سٹون** کے تھی۔ اور جو افسوس ہے غلط تھی۔ اہل اسلام کی دنیوی حالت کا سدھار دینی حالت کی اصلاح سے ایسا وابستہ ہے۔ کہ جب تک دینی حالت سدھرے دنیوی حالت کی اصلاح ممکن ہی نہیں۔ ہمکو کوئی ضرورت نہیں۔ کہ ہم اس معاملہ پر فلسفیانہ بحث شروع کریں۔ کیونکہ مشاہدہ صحیحہ نے اس امر کو ثابت کر دکھلایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جب کبھی مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی ہے۔ اور وہ **حسنۃ الدنیا** سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ اوس کی وجہ اتقا اور دینداری کی راہوں پر قدم مارنا ہی ہوا ہے۔ اور بجز اس کے ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کی اصلاح ممکن ہی نہیں خیر سید صاحب اپنی زندگی کے دن پورے کر کے چلے گئے اور اپنی حالت سے بتا گئے۔ کہ سہ

من نہ کردم شما حذر بکنید

یہ اوسی مغربی تہذیب اور روشنی کا نتیجہ ہے۔ جس نے سید صاحب کو [illegible] لاہور کے حامی [illegible] باوجود [illegible] کے بھی کسی [illegible] نہ کی۔ سیاہ کوٹ [illegible] یا سیاہ کالموں میں ماتمی الفاظ لکھ دینے سے سید کی روح آسمانی انجمن میں مستبشر نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے۔ بعض کوتاہ اندیش لوگ یہ خیال کریں۔ کہ ہم گرُسنہ مردے اکھاڑنے بیٹھ گئے ہیں۔ نہیں نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم کو سید صاحب کے انتقال پر افسوس ہے۔ مگر [illegible] تقاضا بشریت سے جو ہر ایک انسان کو لاحق ہے۔ اور [illegible] تو کسی کے مرنے پر کیسا رنج اور کہاں کا افسوس۔ کیونکہ رنج اور افسوس رضا و تسلیم کے مدارج کے خلاف عمل ہے اور فعل خداوندی کو خلاف مصلحت سمجھنا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مدارج رضا و تسلیم کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک خدا تعالےٰ کا خاص **فضل** نہ ہو۔ اور انسان ہمہ تن اوسی کا نہ ہو جاوے اور اوس کی مرضی اور ارادہ کی تار اوس کو پتلی کی طرح نہ چلا دے۔ اور یہ اُس وقت میسر آتا ہے۔ جب اوسکی رضا جوئی کیلئے تذلل اور انکسار سے بابالدعا پر دستک دی جاوے اور اتقا کی راہوں پر صبر استقلال سے تجلیات آلٰہی کے نظارے دیکھنے کے لئے مستعد کمربند ہی جاوے۔ راستہ کے ابتلاؤں اور گھبراہٹ کے پہلو کو دیکھ بیدل نہ ہوں۔ پھر آلٰہی ہستی اپنا جلال دکھاتی ہے۔ اور غیریت کو بھسم کر کے اپنا نور اوسکی جگہ چھوڑتی ہے۔ پھر رنج و غم عسر و یسر سب ایک ہو جاتے ہیں۔ زندگی و موت ایک معمولی چیز نظر آتی ہے۔ الغرض ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ سید کے مرنے پر افسوس کریں۔ رنج نہ کریں۔ کیونکہ یہ راہیں رضا و تسلیم کی بہت دور ہیں۔ اور سید کے انتقال کا صدمہ بظاہر ایسا نہیں۔ کہ کم از کم اون لوگوں کو جلدی بھول سکے۔ جو دنیوی اصلاح دنیوی اسباب ہی کے ذریعہ چاہتے ہیں۔ یا کم از کم سید کی تدابیر کو ہی منحصر راہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ایسی نصیحت بے محل اور غیر مناسب ہے۔ البتہ ہم اپنے اوس فرض سے سبکدوش ہونے کیلئے جو ہر ایک مسلمان کو **یامرون بالمعروف** کی صورت میں ملا ہے اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس قدر جزع فزع سے سید صاحب کی واپسی تو ہو نہیں سکتی۔ اب بہتر یہی ہے۔ کہ اون کی موت سے بھی بہ نسبت اُن کی حیات سے استفادہ کیا۔ فائدہ اُٹھایا جاوے۔ اور اس سے سبق لیا جاوے کہ دنیا روزے چند۔ آخر کار با خداوند۔

پس اون نقائص اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جو سید صاحب دین کو دنیا پر مقدم نہ کرنے کی وجہ سے کر گئے۔ اور اون کی بہترین یادگار یہی ہو سکتی ہے۔ کہ اون کی موت سے وہ کمزوری پوری کی جاوے۔ جو وہ اپنی زندگی میں پوری نہ کر سکے۔ سید صاحب کے کان میں ایک **آسمانی معلم** کی صدا متواتر اور متعدد مرتبہ جاھر طور پر پہونچی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ اوس سے استفادہ نہ کر سکے اور وہی مغربی فلسفہ اور یورپی تہذیب اون کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو گئی۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ اونہوں نے اوس **ایمان کی منادی کرنے والے** پر تکفیر و سب و شتم کی بوچھاڑ نہیں کی۔ جیسی نام کے علماء نے کی۔ مگر اسمیں بھی کلام نہیں۔ کہ ناصح مشفق کی باتوں کی طرح بھی اونہوں نے اوس کی باتوں پر کان نہیں دھرا۔ اور باوجود اسکے کہ اونہوں نے وہ مبارک زمانہ پایا جس کی آرزو ہزارہا ابرار کرتے چلے گئے تھے۔ مگر اوس فلسفہ بے معنی کی تقلید اور انگریزیت کی ہوا نے اون کو محروم ہی رکھا۔ جس کے لئے سید کی حسرتناک حالت پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے۔ اور سب سے زیادہ افسوس یہ ہے۔ کہ متعدد مرتبہ امام الوقت نے اوس کو آسمانی منادی سنائی۔ مگر وہ کان رکھتے ہوئے بھی نہ سن سکے

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خیر اب وہ وقت گیا۔ سید صاحب کے کاموں کی قدر کرنے والے نوجوان اور بڈھے اب بھی موجود ہیں۔ وہ اس **روحانی معلم** سے استفادہ کریں۔ سید صاحب کی غرض و غایت **تعلیم** تھی۔ مگر یہ سمجھنے میں اُنہوں نے غلطی کھائی۔ کہ آسمانی تعلیم کے بغیر دنیاوی تعلیم کچھہ کام دے سکتی ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ جب تک آسمانی تعلیم حاصل نہ ہوگی۔ اور آسمانی معلّم کی باتوں پر کان نہ دھرا جائے گا۔ قوم کی حالت نہ بدلے گی۔ **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم**۔ بالکل سچی بات ہے۔) پس ہمکو محمڈن کمیونٹی اور خصوصاً اون لوگوں سے جو مغربی فلسفہ اور تہذیب کے دلدادہ اور سید صاحب کے ہم خیال ہیں۔ امید ہونی چاہئے۔ کہ وہ **آنے والے آسمانی معلم** کی باتوں پر توجہ کریں گے۔ اور مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ سید کی وفات ہی پر نہ کر دیں گے۔ کیونکہ اس سے بہت

برا اثر پیدا ہوتا ہے۔ جو اندر ہی اندر [illegible] کی طرح روحانی طاقت سلب کر جاتا ہے۔ اور شرک کا عنصر مادہ یا اثر روحانی اور ذہنی قوتوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ پس ایسا وقت نہیں ہے۔ کہ آسمان پر نظر ہو۔ زمینی اور سفلی تدبیروں سے منہ موڑا جاوے۔ سلسلۃ الدنیا کے حصول کے لئے ان تدابیر کو اختیار کیا جاوے۔ جو سلسلۃ الدنیا کے بنانے والے خدا نے مقرر کر رکھی ہیں۔ اور جو تیر بہدف ثابت ہو چکی ہیں۔ اور مرحوم [illegible] کے لئے دعائے مغفرت کی جاوے کیونکہ ارحم الراحمین خدا کی مغفرت اور معافی کا دامن بہت وسیع ہے۔ ہاں تو ہم [illegible] دعا ہے۔ کہ خدا ان کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے پس ماندگان کو صبر [illegible] اور ان کے ہم خیال ذکور کو صداقت کی راہ [illegible] پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ایرانیوں کیلئے آسمانی مائدہ

صد الحمد کہ آں تیر کہ قاطع سخن است
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی تجلی کی بشارت اور اوس کی پیروی کی راہوں کی اشاعت کا سلسلہ [illegible] ہوگا بلکہ آناً فاناً اس قدر وسیع ہوتا جاتا ہے۔ کہ ایک خدا ترس اور سلیم الفطرت انسان کا دل آمنا وصدقنا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اوس کو اس مبارک سلسلہ کی تسلیم سے چارہ نہیں رہتا۔ کیونکہ اس قدر جوش تبلیغ اور پھر اوس کے دامن کی درازی بجز خدا تعالیٰ کے ہاتھ کے سہارے کے ممکن نہیں۔ مفتری کبھی اس قدر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ نے کم و بیش ہر قوم کو تبلیغ کی ہے۔ اور تبلیغ کے متعلق نت نئے سامانوں اور ذریعوں کا میسر آتے جانا۔ اس عزیز خدا کے وعدہ کی صداقت کو خوب ظاہر کر رہا ہے۔ کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔ لاریب وہ وقت آتا جاتا ہے۔ کہ زمین اپنے کناروں تک سماوی بشارتوں اور برکات سے بہرہ مند ہو۔

ان دنوں میں جو رسالہ الدعاء والاسباب کو زیر نظر رکھ کر امام الوقت نے لکھنا شروع کیا ہے۔ اوس کا مبارک نام ایام الصلح رکھا گیا ہے۔ دوران تصنیف رسالہ میں بعض محرکات ایسے ہوئے۔ کہ سیدنا مرزا صاحب دام فیضہم نے پسند فرمایا۔ کہ ایام الصلح ایرانی لباس میں بھی شائع ہو۔ خدا کی شان ہے۔ کہ امام الوقت کا یہ ارادہ ایسے وقت پر نکلا ہے۔ کہ اوس کی تکمیل کا سامان بھی بہت ہی جلد بہم پہونچ گیا۔ جس پر غور کرنے والی طبیعتوں کو ایک نشان عظیم کا پتہ ملتا ہے۔ خود حضرت مسیح موعود تو اردو رسالہ کی تصنیف میں مصروف تھے۔ اس لئے ایک ہی وقت دو کام آسان نہ تھے۔ ادہر جناب کے اس حکم کا قرعہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ [illegible] مولوی صاحب ممدوح کو یہ دوسرا موقع ہاتھ آیا۔ کہ آسمانی علوم کی تعلیم کو ایرانی لباس میں پیش کرتے۔ [illegible] اس سے پیشتر [illegible] کی گئی تھی۔ اور اس کا فارسی ترجمہ مولانا ممدوح نے کیا تھا۔ اور اب دوسرا وقت ہے۔ کہ آپ کو حصہ وافر ملا۔ اور ایرانیوں کو مائدہ آسمانی پہونچانے والے تو خصوصیت سے آپ ہی ٹھہرے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مولانا عبد الکریم صاحب نے حضرت اقدس کی [illegible] ہے۔ دوسرے تو کم ایسا ہوگا۔ [illegible] مولوی صاحب کی زندگی پر رشک آتا ہے۔ کہ مولوی صاحب جیسا مصروف انسان اس قدر کام جو ادا کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور روح القدس کی امداد بغیر کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ نماز پنج وقت کے امام آپ ہیں۔ جمعہ کے امام آپ ہیں۔ بعض طالب علموں کو قرآن کریم۔ اور دیگر سبق پڑھاتے ہیں۔ حضرت اقدس کے خطوط کے جوابات تمام لکھتے ہیں۔ سالانہ جلسہ بابت ۱۸۹۵ء کے مسودات کی تصحیح فرماتے ہیں۔ جو اگر غور سے دیکھا جاوے۔ اس قدر مشکل کام ہے کہ معمولی قابلیت کا انسان نہیں کر سکتا۔ مطالعہ کتب بھی فرماتے ہیں۔ خطوط کا خلاصہ۔ اور اخبارات کے مضامین بھی حضرت کو سناتے ہیں۔

علاوہ بریں اس قدر کثرت کار کے الحکم کے لئے اپنے خطبات کا مضمون درست کرتے ہیں۔ جو ایڈیٹر الحکم ہر جمعہ کو لفظ بلفظ قلمبند کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو نظم وغیرہ اخبار الحکم کے اندراج کے لئے آتی ہیں۔ اوس کی تصحیح کا کام بھی حضرت مولانا صاحب نے محض اپنے کرم اور ہمدردی سے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ان کے علاوہ خانہ داری کے امور بھی آپ سے مخفی نہیں۔ ان سب پر مستزاد ایام الصلح جیسی کتاب کو ایرانی لباس پہنانا۔ ایام الصلح کے ترجمہ کی مشکلات کا اندازہ ناظرین کو اوس وقت ہوگا۔ جب ایام الصلح اردو میں شائع ہوگا۔ اور ترجمہ کی خوبی اوس وقت معلوم ہوگی۔ جب ایام الصلح کو فارسی میں پڑھیں گے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہم اپنے دل میں اس امر کے اظہار کے لئے ایک خاص جوش پاتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کی اس قدر مصروفیت پر ایام الصلح کا ترجمہ بھی ایک خاص نشان ہے۔ جو ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ حضور ہی کی دعا کا اثر اور فیض صحبت کا نتیجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی عبد الکریم جیسے مصروف انسان سے اس قدر کام لے رہا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب کی روح القدس سے ہر آن مدد فرماوے۔ ہم نے تبلیغ کا ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ اور خوش قسمتی سے ایام الصلح کا بھی کچھ حصہ دیکھنے میں آگیا۔ پھر ان دونوں میں جو فرق ہے۔ وہ قبل از وقت ہم ناظرین کو کن الفاظ میں بتلائیں۔ الغرض فارسی بولنے اور سمجھنے والوں کی خوش قسمتی ہے۔ کہ ان کو بھی مائدہ سماوی سے خدا تعالیٰ نے بہرہ مند فرمایا۔ ہماری غرض اس ذکر سے صرف اس قدر تھی۔ کہ ایام الصلح تو بجائے خود ایک نشان ہی ہے۔ اور اوس کا ترجمہ بھی عظیم الشان نشان سے کم نہیں۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو سوچنے والا دل رکھتے ہیں۔ جن کی فطرتیں سلیم اور طبیعتیں سعید ہیں۔ بجز [illegible] اور کج پسند نااہل ان باتوں کی قدر کیا کر سکتے ہیں۔ بالآخر ہم پھر دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب پر اپنے افضال و اکرام کی بارش کرے۔ اور ہم کو بھی ایسی توفیق دے۔ کہ ہم اوس قسم کی خدمات سے کسی قدر حصہ لے سکیں۔ جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو دی ہے۔

سورۂ والعصر کی تفسیر از عالی جناب سیدنا وامامنا امام المسلمین زیر ترتیب ہے۔ مفصل اشتہار آئندہ۔ درخواستیں منیجر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

قابل غور

حضرت اقدس کے مریدان صادق کی جو کتاب بطور ڈائرکٹری تالیف کرنے کا ارادہ ہم نے کیا ہے اوس کی ضرورت پر ابھی بہت کم توجہ کی گئی ہے کیونکہ اون خطوں کی تعداد نے جو ابھی تک ہمارے پاس بتقاضہ مندرجہ الحکم کی خانہ پری کے بعد وصول ہوئے ہیں بتلایا ہے کہ عام طور پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ اس عدم توجگی کی وجہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ اوس کی ضرورت نہیں۔ بہر حال ہمارے ناظرین اپنے حالات بھیجیں تاکہ اس کی تالیف و ترتیب کا کام شروع کیا جاوے۔ ٹریکٹ سیریز میں گو ابھی کل دو درخواستیں آئی ہیں۔ تاہم ہم مایوس نہیں ہیں۔ اور ہم کو امید ہونی چاہئے کہ انشاء اللہ ایک وقت یہ ضرورت پوری ہو گی۔

حضرت اقدس کی عمر اور حضور کے مخالفوں کے حوصلے

لاہور کے مسخرہ اخبار جعفر زٹلی کے لکھے نہ پڑھے پروپرائیٹر و ایڈیٹر خادم قوم ملا محمد بخش نے جو خرافات اپرل فول کی دیوانگی میں سیدنا حضرت **مسیح موعود** کے دشمنوں کی دلجوئی کی نسبت اپنے ماتمی اور "افسوسناک حادثہ" میں کی ہیں۔ اون کے مناسب تدارک کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو ہم **الحکم** کے غیر معمولی پرچہ مؤرخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء کے ذریعہ توجہ دلا چکے ہیں۔ ہم کو اس پہ مزید نوٹس لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر بعض احباب کے تشویش نما خطوط نے ہم کو مجبور کیا کہ پھر ایک بار گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ سب سے پہلے تو ہم ملا محمد بخش کو اور پس پردہ بیٹھ کر شوخیاں کرنے والے معشوق کو مخاطب کر کے پوچھتے ہیں۔ کہ کیوں حضرت! **لعنت اللہ علی الکاذبین** ۔ کا مورد بننے میں ابھی بھی کوئی فرق ہے۔ ناموں کے پیچھے قادری وغیرہ دم چھلے لگا لینے تو آسان ہیں۔ مگر کیا نعوذ میں پڑنا اور بظاہر اپرل فول بن کر شتم اور دل آزاری کے جرائم کا ارتکاب کرنا انسانیت اور شیوہ اسلام ہے۔ مومنوں کی شان تو ہے۔ **والذین ہم عن اللغو معرضون** لیکن کیا ایسی گندی بکواس کرنے والے اپنے آپ کو مومن کہلا سکتے ہیں۔ یہ اوس امام اور اوس کی مقدس جماعت ہی کا خاصہ ہے۔ کہ باوجودیکہ اس قدر دل آزاری کی گئی۔ لیکن کریم النفس امام نے اپنی جماعت کو قطعاً عدالتی چارہ جوئی سے روک دیا۔ جو لوگ ہمارے مخالفوں کے پنجوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے مخالفوں کے حوصلوں اور بلند پروازیوں کا اندازہ کریں۔ کہ کیا کسی ایسی تحریر پر کذب نامہ شائع ہوتے ہیں۔ کیا ایسے ہی لوگ مومن کہلانے کا حق رکھتے ہیں جو جھوٹ کی نجاست پر بڑھ بڑھ کر منہ مارتے ہیں اور عملی طور پر لعنت اللہ کو مول لیتے ہیں۔

سیدنا **مرزا صاحب** خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ **توانا و تندرست** ہیں۔ لیکن ناعاقبت اندیش مخالف افترا پردازی سے اپرل فول کی آڑ تلاش کرتے ہیں۔ احمق! کیا قانون اور شرافت تجھے بری کر سکتے ہیں۔ قانون انگریزی نے کہیں اپرل فول کی بکواس اور ہتک آمیز اور فتنہ انگیز تحریروں کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہو۔ تو ایک کندہ ناتراش اور شریر النفس انسان بہت کچھ خرابیاں پیدا کر سکتا ہے۔ مگر نہیں قانون نے کہیں اپرل فول کا استثنیٰ نہیں لکھا۔ اس لئے ملا صاحب کو اور پس پردہ مخنثوں اور مستورالحال مگر چھنال عورتوں کی طرح بیٹھ کر دراندازیاں کرنے والوں کو معلوم رہے۔ کہ اپرل فول کا دیوانہ پن ان کو بچا نہیں سکتا۔ گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس سے یہ امر باہر نہیں رہنا چاہئے۔ کہ اس تحریر سے جو ملا محمد بخش کے افسوسناک حادثہ کے ذریعہ شائع ہوئی ہے۔ رعایا کی ایک کثیر التعداد جماعت میں بددلی اور تشویش پھیلانے کے سوا اور کوئی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ سیدنا **مرزا صاحب مرزا غلام احمد ایدہ اللہ** کی ایک کثیر التعداد جماعت خاص لاہور میں موجود ہے۔

دوسرے افسوسناک حادثہ میں بعض اطبا رفوت شدہ کے نام بتلا رہے ہیں۔ کہ فضول بکواس ہے۔ اور حقیقت میں اپرل فول کے ذریعہ سے ہوائی پھیلائی گئی ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے ایسی مشوش تحریروں کے انسداد کے لئے کافی انتظام اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ ملا محمد بخش محض ایک کم سواد اور نابلد محض ہے۔ نہ کوئی دنیوی وجاہت رکھتا ہے۔ نہ علم سے حصہ اس لئے یہ شرارت محض فتنہ پرداز آدمیوں کی ہے۔ اس لئے خصوصیت سے اس کی تفتیش کی ضرورت ہے۔ آخر میں ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ہے۔ **لعنت اللہ** جو ناپاک جھوٹوں پر پڑا کرتی ہے۔

ما ارید الا الاصلاح

خاکساریم و سخن از رہ غربت گوئیم
یعلم اللہ کہ بجز نیست غبارے مارا

رسالۃ الاصلاح کا چوتھا نمبر دفتر الحکم میں پہنچا شکریہ رسید دی جاتی ہے۔ ریویو بعد ملاحظہ چند نمبر لکھیں گے۔ کیونکہ بلا نظر کامل ریویو لکھنا ریویونویس کا کام نہیں۔ الاصلاح کے شکریہ کے عنوان میں امہات **المومنین** کے مصنف کا شکریہ دیکھ کر ہم کو افسوس ہوا۔ کہ لائق ایڈیٹر نے ایک ایسی کتاب کے موصول ہونے پہ شکر گذار ہوتا ہے جس سے بجز دل آزاری اور رنجدہی کوئی دوسرا امر ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ مسلمانوں کی ہمت و حمیت درباره جواب دیکھنا اور انتقام آیات سلطان خواستن مند اصلاح کے لئے مناسب نہیں۔ اور ہم توجہ چاہتے ہیں۔ کہ ایسے بیباک مصنف کا جواب گورنمنٹ کے انصاف سے دیا جاوے۔ جسنے اوس کی چھ کروڑ رعایا کے دلوں کو عمداً رنج دیا۔ اور فتنہ انگیز کتاب چھاپ کر ایک ہزار مفت بلا درخواست بھیجی۔ امید ہے کہ مدیر اصلاح اپنی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور دوستانہ مشورہ کو بدگمانی پر حمل نہ فرمائیں گے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم بدل گیا۔ گرمی شروع ہوئی۔ فصلیں پک گئی ہیں۔ الحمد للہ اچھی ہیں۔

۲۔ حضرت اقدس امامنا و امام المسلمین حضرت مرزا غلام احمد صاحب بفضلہ تعالیٰ بہمہ وجوہ تندرست اور اپنے مشن کی تبلیغ میں شب و روز مصروف ہیں۔ **ایام الصلح** تصنیف فرما رہے ہیں۔

۳۔ حضرت مخدومی مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ **ایام الصلح** کا فارسی میں ترجمہ فرما رہے ہیں۔ علاوہ دیگر خدمات مشن کے **جزاہم اللہ احسن الجزاء**۔

۴۔ قرآن کریم کا درس حسب دستور جاری ہے۔ مولانا مولوی نور الدین صاحب کی سعی قابل شکوری۔ **جزاہم اللہ احسن الجزاء**

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیان دار الامان

مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۶ء یوم یکشنبہ

خطرناک جھوٹ

ایک کثیر التعداد جماعت کی دل آزاری

جلد ۲

قابل توجہ گورنمنٹ

نمبر ۱۰

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن ٭ خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

ہمکو حیرت پر حیرت اور تعجب پر تعجب آتا ہے کہ کمبخت پیٹ اور چند روزہ زندگی کیلئے طالب دنیا انسان **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا سخت وعید پڑھتا اور بھی دن دھاڑے سفید جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتا۔ ہماری جماعت جسکے ہم ایک فرد اور جسکے **پیشوا** اور **امام** گورنمنٹ انگلشیہ کے نسلاً بعد نسل **جان نثار** دوست اور **فرمان پذیر** رئیس جناب مرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد ہیں ہم پر سفیہ اور نا اہل لوگ مختلف قسم کے دل آزار حملے کرتے اور سناتے ہیں۔ اسی وجہ سے متعدد مرتبہ گورنمنٹ عالیہ کو خود ہمارے **امام** ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توجہ دلانی پڑی ہے۔ یہ لوگ کمینہ حملے کرنے سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ لاہور کے ایک لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل ایک عام حیثیت کے آدمی **ملا محمد بخش** رجوکسی **جعفر زٹلی** نام کے اخبار کا مالک بھی کھلاتا ہے۔ اس نے حال میں ایک اشتہار "افسوسناک حادثہ" کے عنوان سے کثیر التعداد چھاپ کر شائع کیا ہے۔ جسمیں **امام ہمام** حضرت اقدس مرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد کے دشمنوں کی وفات طاعون جیسی مراد اور ایک **لعنت مجسم** مرض سے شائع کرکے ایک بڑی بھاری جماعت کی دل آزاری کی ہے۔ جو اشتہار اس بیباک ملانے باوجود قانون سڈیشن کے پاس ہوجانیکے شائع کیا ہے۔ ہم اسکا شائع کرنا بھی خلاف تہذیب اخلاق سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہم گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس خطرناک اشتہار سے ایک بڑی بھاری جماعت میں جو گورنمنٹ کے معزز عہدہ داروں اور وفادار رعایا اور عقیدتمند کمشنر رؤسا اور تاجروں کی جماعت ہے سخت بیدلی اور گھبراہٹ پھیلائی گئی ہے۔ جس سے **نقص امن عامہ** کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ ہم پر زور الفاظ میں گورنمنٹ کے حضور اس دکھ اور تکلیف کا استغاثہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایک صریح جھوٹ اور لعنت سے بھری ہوئی کذب سے ہماری جماعت کو پہنچایا گیا ہے۔ عالیجناب سیدنا مرزا **غلام احمد** صاحب دام فیوضہم کے سلامت باکرامت ہونیکے باوجود اور خود لاہور میں حضور کے **متبعین** کی ایک کثیر التعداد جماعت کی موجودگی میں ایسا اشتہار عمداً جھوٹی خبر کا شائع کرنا بڑا ایک جرم ہے کیا ان اندیوں دعوے سے بعد ایک **رئیس القوم** با خدا انسان کی نسبت ایسی دل آزار خبر کا شائع ہونا مفسدہ ہو سکتا ہے۔ ہم نہیں کہنا چاہتے کہ جس جماعت کی سخت دل آزاری کی گئی ہے اور جسکو ایسی خود تراشیدہ منحوس خبر سے رنج دیا گیا ہے۔ قانونی چارہ جوئی کرے گی یا نہیں۔ لیکن اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ کہ اس جھوٹ کی خبث سے بھرے ہوئے اشتہار کی غرض و غائت ایک **جماعت** کو رنج دینا۔ اور عوام میں ان کی نسبت برے خیال پیدا کرنا۔ جو مذہبی حیثیت سے ہوں ہے۔ اس لئے ہم کو اپنے صوبہ کے عادل **لفٹنٹ** گورنر سے امید ہونی چاہئے۔ کہ وہ اس کا مناسب تدارک فرما دیں گے جو ایسی بے باک اور جھوٹی خبریں پھیلانے والے دلیر انسان کا قرار واقعی انسداد فرما دیں گے۔

بالآخر ہم عوام الناس کو یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے مخالفوں نہیں نہیں حق کے دشمنوں کی ذلت اور خواری اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ وہ جھوٹ جیسی نجاست سے پرہیز نہیں کرتے۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ تو مسلم امر ہے۔ کیا اب **حضرت اقدس عالی** جناب **سیدنا میرزا صاحب مجدد الدہر مسیح موعود و مہدی مسعود ادام اللہ فیوضہم** الی یوم الموعود کے باکرامت **زندہ اور سلامت** ہوتے ہوئے ایسے اشتہاروں کا عمداً شائع کرنا۔ جو مجسم جھوٹ ہوں۔ آئت متذکرہ بالا کا مصداق نہیں بناتا؟ ناظرین خود خیال فرما دیں۔ یہ ہے ایک درنشان حق اور باطل میں تمیز کر لینے والی آنکھوں کے واسطے اور شریف اور غور کرنے والی طبیعتوں کے لئے منکر آئیں۔ و دیکھیں۔ **سیدنا مرزا صاحب** ماشاء اللہ کیسے توانا اور صحیح سلامت اپنے مخالفوں کی ذلت کے لئے ہر روز کیا ہر آن میں نئے افضال و اکرام الٰہیہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ بخیال اہل ایشیا کی طریق تفاؤل **حضرت اقدس** کے دشمنوں کی موت کی جھوٹی خبر حضور کی **درازی عمر** پر دال ہے۔ خدا کرے۔ کہ حضور ہزاروں سال سلامت با کرامت رہیں۔ ہم اپنے احباب کو فی الحال یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ حسب معمول صبر اور تحمل سے کام لیں۔ اور انتظار کریں۔ کہ خدائے علام الغیوب اور منتقم حقیقی کیا ظاہر کرتا ہے۔ اور اون کی محسن گورنمنٹ کیا تدارک کرتی ہے۔ ہمکو گورنمنٹ انگلشیہ کے انصاف و عدل سے کامل امید ہے۔ کہ وہ ہمارے دکھے دل کا درمان فرمائے گی۔ اور ایک کثیر التعداد جماعت کی دل شکنی کو دور کرے گی۔ اور **ایک دلیر آدمی** کا مناسب انتظام کر کے **مرہم تسلی** شکستہ دلوں پر رکھے گی۔ خدائے قادر مطلق کی درگاہ سے تو ہم کو کامل امید ہے۔

کہ وہ ایسے دلیر اور بے باک انسان کو جو خدا سے مجادلہ کرتا اور اُس کی باتوں پر ہنستا ہے خسر الدنیا والآخرۃ کر کے چھوڑتا ہے۔ اور بجائے خود یہ کیا کم سزا ہے۔ کہ جھوٹ کی نجاست پر مارا جاوے۔ اور لعنت اللہ علی **الکاذبین** کا مورد بنایا جاتا ہے۔ خدا کی لعنت جو حق کے مخالفوں کے لئے ایک تحفہ ہے۔ اور صادقین و سعید فطرتوں کے لئے ایک **نشان** ہے۔ اگر لٹ قوم لٹنا نہ چاہے تو خدا مدد کرے۔ + چشمہ بخشا گیا جس نے امت کو بیرہ +

بنی نوع انسان کا سچا خدمتگذار

احقر العباد **شیخ یعقوب علی** تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

دار الامن والامان ۳۰ اپریل ۱۹۰۸ء

اخبار الحکم قیمت پیشگی مع محصول ڈاک ۳؍ سالانہ منیجر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔

(مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامن والامان میں چھپا)

ہم سنانے ہیں آج لعل وگہر   نہ رہے کوئی لاولد مضطر   اغنی ہے حق ہیں ہر بشر کے پسر   لعل و در یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین نے مدتوں نمبر دار اشتہار و اسناد بے شمار سے کما حقہ اطمینان کر لیا ہے اور گندم نما جو فروش اشتہاری جو بھی طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتی ہیں یہاں خیر خواہی عامہ درست بازی سے کام ہے [illegible]

نظام الدین حکیم اکسیر ساز

معیار صداقت

[illegible] کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں قرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو تو دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالب ہوا دیکھ آزمو مند [illegible] اٹھتے نہ جاؤ و بفضل خداوند کی منادی عام مبارکبادی

اس خادم الاطبا نے کہ ۳۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے بے نظیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ۵ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہد وار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جاوے۔ (۴) شرطیہ مابعد خروج دوا دے کر اقرارنامہ آمد دوماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھا لیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ بفضل خدا کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ قرارنامہ نے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پلنے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ آنکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ ۵ بر باد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کا مل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوا لیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پر ہر ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست حسب منشا خود شرائط منظور جہت مستثنیٰ ہیں۔

رقم پیشگی	نام مرض	نمبر	رقم پیشگی	نام مرض	نمبر	رقم پیشگی	نام مرض	نمبر	رقم پیشگی	نام مرض	نمبر
عہ	نل اترنا	۲۸	عہ	لقوہ	۱۹	صہ	نو لیخ دوری	۱۰	۵ع	جسکی اولاد نہ ہو	۱
عہ	طول عرض و فنی کو زائد	۲۹	عا	بھگندر	۲۰	صہ	سوزاک	۱۱	صہ	جسکے اولاد ہو کر مر جاوے	۲
عا	خضاب سالانہ	۳۰	عا	ناسور آنکھ	۲۱	عا	سرعت	۱۲	صہ	جسکا حمل ۲–۳ ماہ گر جاوے	۳
عا	نزلہ و زکام	۳۱	صہ	بواسیر خونی و بادی	۲۲	عا	جریان	۱۳	صہ	جسکے لڑکیاں ہوں	۴
عا	تسہیل ولادت	۳۲	۵ع	ادھرنگ	۲۳	صہ	غلط کاری	۱۴	۵ع	کمزوری	۵
عا	ہیضہ مجرب المجرب	۳۳	۵ع	ضیق النفس	۲۴	عا	گنٹھیا	۱۵	صہ	مرگی	۶
عہ	تیجا جوتھیا [illegible]	۳۴	صہ	لیھ	۲۵	صہ	سفیدی آنکھ	۱۶	۵ع	تپ دق	۷
عہ	ضعف رحم	۳۵	صہ	آتشک	۲۶	عا	ضعف بصر	۱۷	صہ	ضعف باہ	۸
عا	سرسام	۳۶	۵ع	آتشک گل بدن	۲۷	عا	سبل	۱۸	عا	ضعف جگر	۹

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر پنجاب چوک ڈھوئی کرموں

[illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سرجن کرنل ایچ امیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست در ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ بہت سے ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین سے روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ عہ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت خریدار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخونہ باہر اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے سپید کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر ذرا کم ملتا مشکل ہے وہاں اس مفید دوا کو ضرور رکھنا چاہئے اسلئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری شے ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مسانگے صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر -

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک پر علاج مریضہ مسمات انم دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں - ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں پڑو سکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا - کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

۳ - جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آں جناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھلایا - حقیقت ایک دو کا ندار سے دولاں کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پہلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپنے ایسی دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام کا تعلق تاکید کرتا ہے - کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - اس اکسیر ملکیات چشم ر سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرے سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں -

راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گنڈا ڈسپنسری شملہ ۔

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلپ وغیرہ سے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶ مارچ ۱۸۹۵ء ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا - جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا ۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پراپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شایع کیا گیا